بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم بدھ

خطبہ نمبر ۱۴ ایڈیٹر روشن دین تنویر

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۲۰ پیسے

جلد ۲۵/۶۰ | ۲۴ صفر ۱۳۹۱ھ ، ۲۱ شہادت ۱۳۵۰ ہش ، ۲۱ اپریل ۱۹۷۱ء | نمبر ۹۰

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۹ ر شہادت۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب ۱۹ ر ماہ شہادت کی رپورٹ میں رقم فرماتے ہیں:۔
"حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے مگر نقرس کی تکلیف ابھی تک ہے۔" احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے خاص التزام اور درد و الحاح سے دعائیں فرماتے رہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ربوہ ۲۰ ر شہادت حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت کافی عرصہ ٹھیک رہنے کے بعد اب آپ کو کسی کسی روز سر درد کی تکلیف ہو جاتی ہے گو درد کی شدت پہلے کی نسبت کم ہوتی ہے۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ مدظلہا کو اپنے فضل سے ہر طرح صحت و عافیت کے ساتھ رکھے اور آپ کی عمر میں بہت برکت ڈالے آمین

ربوہ ۲۰ ر شہادت۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔ احباب جماعت حضرت سیدہ کی صحت و عافیت اور درازیٔ عمر کے لئے بالالتزام دعائیں جاری رکھیں۔

ہمارے ایک مخلص نو مسلم بھائی عبدالعزیز صاحب ورہاگن آف ہالینڈ جو گزشتہ چھ سات ماہ سے مرکز سلسلہ میں مقیم تھے اپنے وطن واپس جانے کے لئے ۲۱ ر اپریل ۱۹۷۱ء بروز بدھ ساڑھے تین بجے سہ پہر بذریعہ ریل کار روانہ ہو رہے ہیں۔ احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا سفر و حضر میں حافظ و ناصر ہو۔ اور انہیں خدمتِ دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرماوے آمین

دین کی عزت اور اسلام کی حفاظت

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ دس شرائط بیعت میں سے شرط ہشتم یہ ہے کہ بیعت کنندہ

"دین اور دین کی عزت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزّت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔"

اس لئے مخلصین جماعت دین کی عزّت کو قائم کرنے اور اسلام کی حفاظت کیلئے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ضروریات کو پسِ پشت ڈال کر اپنا سب کچھ اس راہ میں قربان کر رہے ہیں کیونکہ یہ مقصد انہیں ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ قربانی قبول فرمائے اور انہیں بے انتہا برکتوں سے نوازے آمین۔

(ناظر بیت المال آمد۔ ربوہ)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

انسان عاجز کی ہستی کیا ہے؟ صرف ایک دم پر انحصار ہے!

پھر کیوں وہ آخرت کی فکر نہیں کرتا اور موت سے نہیں ڈرتا

"انسان عاجز کی ہستی کیا ہے؛ صرف ایک دم پر انحصار ہے۔ پھر کیوں وہ آخرت کا فکر نہیں کرتا اور موت سے نہیں ڈرتا اور نفسانی اور حیوانی جذبات کا مطیع اور غلام ہو کر عمر ضائع کر دیتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ ہندوؤں کو بھی احساس موت ہوا ہے۔ بٹالہ میں کشن چند نام ایک بھنڈاری ستر یا بہتّر برس کی عمر کا تھا۔ اس وقت اس نے گھر بار سب کچھ چھوڑ دیا اور کانشی میں جا کر رہنے لگا اور وہاں ہی مر گیا۔ یہ صرف اس لئے کہ وہاں مرنے سے اس کی موکش ہو گی مگر یہ خیال اس کا باطل تھا۔ لیکن اس سے اتنا تو مفید نتیجہ ہم نکال سکتے ہیں کہ اس نے احساس موت کیا اور احساس موت انسان کو دُنیا کی لذّات میں بالکل منہمک ہونے سے اور خدا سے دُور جا پڑنے سے بچا لیتا ہے۔ یہ بات کہ کانشی میں مرنا مکتی کا باعث ہوگا یہ اسی مخلوق پرستی کا پردہ تھا جو اس کے دل پر پڑا ہوا تھا مگر مجھے تو سخت افسوس ہوتا ہے جبکہ میں دیکھتا ہوں کہ مسلمان ہندوؤں کی طرح بھی احساس موت نہیں کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو صرف اس ایک حکم نے کہ فاستقم کما امرت نے ہی بوڑھا کر دیا۔ کس قدر احساس موت ہے۔ آپ کی یہ حالت کیوں ہوئی صرف اسلئے کہ تا ہم اس سے سبق لیں۔ ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک اور مقدس زندگی کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ہادیٔ کامل اور پھر قیامت تک کیلئے اور اس پر کل دنیا کیلئے مقرر فرمایا۔ مگر آپؐ کی زندگی کے کل واقعات ایک عملی تعلیمات کا مجموعہ ہیں جس طرح پر قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی قولی کتاب ہے اور قانونِ قدرت اس کی فعلی کتاب ہے، اسیطرح پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بھی ایک فعلی کتاب ہے جو گویا قرآن کریم کی شرح اور تفسیر ہے۔ میرے تیس سال کی عمر میں ہی سفید بال نکل آئے تھے اور مرزا صاحب مرحوم میرے والد بھی زندہ ہی تھے۔ سفید بال بھی گویا ایک قسم کا نشان موت ہوتا ہے۔ جب بڑھاپا آتا ہے جسکی نشانی یہی سفید بال ہیں تو انسان سمجھ لیتا ہے کہ مرنے کے دن اب قریب ہیں مگر افسوس تو یہ ہے کہ اس وقت بھی انسان کو فکر نہیں لگتا۔ مومن تو ایک چڑیا اور جانوروں سے بھی اخلاق فاضلہ سیکھ سکتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی کھلی ہوئی کتاب اسکے سامنے ہوتی ہے۔ دُنیا میں جس قدر چیزیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں وہ انسان کیلئے جسمانی اور روحانی دونوں قسم کی راحتوں کے سامان ہیں۔"

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۱۷-۱۸)

(مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبہ جمعہ

غلبۂ اسلام کے دِن مجھے اُفق پر نظر آ رہے ہیں

یہ سُورج انشاء اللہ طلُوع ہو گا اور بہت جلد نصف النہار پر پہنچے گا

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اس سورج کی تپش کے ذریعہ گناہ کی خنکی سے بچنے کے سامان پیدا کرے

فرمودہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

مورخہ ۱۰؍وفا ۱۳۴۹ ہش مطابق ۱۰؍جولائی ۱۹۷۰ء بمقام اسلام آباد

(مُرتّبہ: مکرّم یوسف سلیم صاحب ایم۔اے)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیّدنا حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے فرمایا:۔

"آپ دوستوں کی یہ خواہش ہو گی کہ میں اپنے دورہ کے متعلق کچھ باتیں کہوں اور آپ میرے منہ سے وہ باتیں سُنیں۔ بہت کچھ تو آپ رپورٹوں میں پڑھ چکے ہیں واقعات اور حالات کا یہ قریباً بیسواں حصّہ ہو گا۔ کچھ تھوڑا بہت میں نے اپنے گذشتہ تین خطبات میں بیان کیا ہے۔ یہ خطبات انشاء اللہ چھپ جائیں گے اور آپ انہیں بھی پڑھیں گے۔ بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ جو دیکھنے سے اور محسوس کرنے سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کا بیان ممکن ہی نہیں۔ لیکن حس اور جذبہ کی جن تاروں کو ان واقعات نے جنبش دی وہ حرکت احساس میں اور جذبات میں سالوں سال قائم رہے گی۔ اس وقت میں مختصراً چند عمومی باتوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

پہلی بات تو یہ ہے

کہ میں نے ان اقوام کو کیسا پایا؟ جہاں تک میں نے غور کیا اور جہاں تک میرے مشاہدہ میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ اقوام بڑی شریف النفس سعید الفطرت اور سادہ مزاج ہیں۔ اُن کے معاشرہ کے بعض پہلو ہم پاکستانیوں کے لئے بھی قابلِ رشک ہیں۔ مثلاً وہاں افسر اور ماتحت میں اتنی دُوری نہیں جتنی کہ ہمیں یہاں نظر آتی ہے۔ بعض دفعہ جب ہم بڑے بڑے افسروں سے ملنے جاتے تو نسبتاً جونیئر افسر ہمارے وفد میں شامل ہوتے وہ بے دھڑک وہاں پہنچتے اور ذرا ذرا سی بات کا اس طرح خیال رکھتے جس طرح اس دفتر میں انہی کی حکومت ہو۔ اور ہیڈ آف دی سٹیٹ سے بھی بڑے دھڑلے سے ملتے۔

وزراء کا یہ حال ہے

کہ مجھے ایک پرنسپل نے بتایا کہ جب سکول میں داخلے کے دن ہوتے ہیں تو بعض دفعہ ایک ایک دن میں چھ چھ وزیر میرے پاس بعض بچوں کی سفارش لے کر آتے ہیں۔ نائیجیریا میں مَیں نے سکوتو کے گورنر (سکوتو نارتھ ویسٹ سٹیٹ ہے یعنی شمال مغربی صوبہ۔ اسے انہوں نے سٹیٹ کہا ہے نئے Constitution (آئین) کے مطابق انہوں نے اپنے ملک کو بارہ صوبوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ یہ سکوتو مسلمانوں کا علاقہ ہے) کے پاس جس دوست کو بھیجا تھا وہ کیبنٹ سیکرٹریٹ میں ڈپٹی سیکرٹری تھے۔ چنانچہ وہ بڑے دھڑلے سے گئے اور گورنر سے گفتگو کی اور میری تجویز کو ان کے سامنے ایسے انداز میں پیش کیا کہ وہ گورنر صاحب بڑے خوش ہوئے اور انہوں نے ہماری پیشکش کو جو دراصل انہی کے فائدے کے لئے تھی قبول کر لیا۔ اور اب جو رپورٹ ہمیں مجھے موصول ہو چکی ہیں ان کے مطابق انہوں نے ہمارے سکولوں کے لئے ۴۰-۱۰ ایکڑ زمین بھی دے دی ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

غرض یہ بُعد جو افسر اور ماتحت کا ہمیں یہاں نظر آتا ہے۔ وہ

مغربی افریقہ کی ان اقوام میں

مجھے نظر نہیں آیا۔ ہم جب reception (ری سیپشن) میں جاتے تھے تو وزراء اور کمشنرز یا ڈی سی (وہ مختلف نام استعمال کرتے ہیں۔) آپس میں اس طرح گھلے ملے ہوتے تھے کہ آپ پتہ نہیں کر سکتے تھے کہ کون منسٹر ہے اور کون چھوٹا افسر ہے۔ وزراء کے علاوہ ہر دفعہ وہاں کے ambassadors (سفیر) بھی ہوتے تھے، بڑے بڑے امیر بھی ہوتے تھے، بڑے اثر و رسوخ والے سیاسی لیڈر بھی ہوتے تھے اور سب وہاں اس طرح گھوم رہے ہوتے تھے کہ کسی آدمی کو جو باہر سے گیا ہو یا ذاتی طور پر ان سے واقف نہ ہو یہ معلوم نہیں ہو سکتا تھا کہ یہ وزیر صاحب ہیں اور یہ حکومت کا ایک معمولی افسر ہے۔ یا یہ اس ملک کا ایک معمولی دکاندار ہے۔

دوسری چیز جو مجھے وہاں نمایاں طور پر نظر آئی وہ یہ ہے کہ جو بُعد امیر اور غریب میں ہمیں یہاں نظر آتا ہے وہاں نظر نہیں آتا۔ ایک تو بظاہر لباس کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں۔

جہاں تک صفائی کا تعلق ہے

ایک چپڑاسی بھی اتنے ہی صاف کپڑوں میں آپ کو نظر آئیگا جتنے صاف کپڑوں میں ایک وزیر نظر آئے گا اور ویسے بھی کپڑوں میں بہت سادگی ہے ہمارے ملک میں تو ہزاروں لوگ ایسے ہیں جو چار پانچ سو روپے گز سے کم والے سوٹ کو پہننے کے لئے ذہنی طور پر تیار نہیں ہوتے اور اسی وجہ سے ہمارے معاشرہ میں بہت سا گند آکر شامل ہوگیا ہے۔ البتہ مغربی افریقہ کے لوگوں کو جُبّے پہننے کا بہت شوق ہے اور رنگدار کپڑوں کے استعمال کا مردوں کو بہت شوق ہے۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ ہمارے ملک میں عورتیں اتنے رنگ برنگے کپڑے نہیں پہنتیں جتنے کہ وہاں مرد پہنتے ہیں۔ اور پھر نئے سے نئے ڈیزائن رنگ کے لحاظ سے پھولوں کے لحاظ سے ان کے جُبّوں پر نظر آتے ہیں۔

ایک دفعہ مجھے خیال آیا

اور میں نے اس بارہ میں غور کیا۔ ہم موٹر پر جا رہے تھے۔ مجھے میل دو میل کے اندر سینکڑوں جُبّے نظر آئے مگر ان میں سے کوئی دو جُبّے ایک رنگ کے نہیں تھے۔ پتہ نہیں وہ کس طرح اتنے مختلف ڈیزائن بنا لیتے ہیں۔ وہ بہر حال بناتے ہیں کیونکہ یہ وہاں کی مانگ ہے۔ ویسے جب وہ جُبّہ بدلتے ہیں تو اُن کی شکلیں بھی بدل جاتی ہیں۔ ہم پہچان نہیں سکتے تھے کہ کیا یہ وہی شخص ہے جو کچھ دیر پہلے تھا جس نے کپڑے بدل لئے اور اب کچھ اور لگتا ہے۔ میں اس سلسلہ میں آپ کو ایک لطیفہ بھی سُنا دیتا ہوں۔

ہم نے جس روز اجے بواڈے جانا تھا اس سے پہلی رات ہمارے ایمبیسڈر کے ہاں ہمارا کھانا تھا۔ ان کی بیوی نے پتہ نہیں کیوں منصورہ بیگم سے کہا کہ یہ علاقہ بڑا خطرناک ہے آپ کو دیر ہو جائیگی۔ آپ کوشش یہ کریں کہ سورج غروب ہونے سے قبل واپس لیگوس پہنچ جائیں غرض اس نے وہاں کے حالات کا

اچھا خاصا بھیانک نقشہ

کھینچا جو میرے نزدیک غلط تھا۔ بہر حال جب انہوں نے یہ کہا اور مجھے اس کا پتہ لگا تو میں نے اپنی جماعت سے کہا کہ ہمارے احمدی پولیس افسر بھی ہوں گے اور فوجی افسر بھی ہونگے کسی کو کہیں کہ وہ ہمارے ساتھ چلے۔ چنانچہ انہوں نے ایک میجر کی ڈیوٹی لگائی۔ اُس نے کہا کہ میں اپنے دفتر کا کام ختم کرکے دوپہر کے بعد اپنی آرمڈ یونٹ لے کر پہنچ جاؤنگا اور واپسی پر آپ کے ساتھ آؤنگا۔ کوئی ۷۰۔ ۸۰ میل کے فاصلے پر وہ جگہ تھی۔ چنانچہ وہ وہاں پہنچے اور جب مجھ سے ملے تو وہ یونیفارم میں تھے جب ہم واپس لیگوس اپنے ہوٹل میں پہنچے تو وہ مجھے نظر نہ آئے۔ میں نے سمجھا شاید انہوں نے جلد اپنی ڈیوٹی پر پہنچنا ہو۔ اور وہ راستے سے ہی اپنی بیرک میں چلے گئے ہوں۔ میں نے دوستوں سے پوچھا کہ ہمارے میجر صاحب ہمارے ساتھ تھے کیا وہ راستے ہی سے چلے گئے ہیں۔ کیا بات ہے؟ وہ کہنے لگے کہ یہ پانچ قدم پر آپ کے سامنے کھڑے ہیں۔ ہُوا یہ تھا کہ موٹر ہی میں انہوں نے اپنی یونیفارم اُتار کر اپنا جُبّہ پہن لیا تھا اور اس سے ان کی

شکل بھی بدل گئی تھی

ممکن ہے کہ اس طرح ایک غیر ملکی کیلئے انہیں پہچاننا آسان نہ ہو لیکن میرا تو خیال ہے کہ بحیثیت مجموعی انکی شکلیں بھی بدل جاتی ہیں کیونکہ انسان کی شکل صرف اسکے چہرے کے فیچرز یعنی نقوش ہی نہیں ہوتے۔ بلکہ اس کا لباس ہے اور اسکی طرز ہے ان ساری چیزوں کے ملنے سے دماغ میں کسی شخص کی شکل کا ایک تصوّر قائم ہوتا ہے۔

بہر حال امیر اور غریب میں جو بُعد یہاں پایا جاتا ہے، اور جو تفریق یہاں پائی جاتی ہے وہ ان ملکوں میں نہیں پائی جاتی۔ میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ ہماری جس احمدی بہن نے اکیلے پندرہ ہزار پونڈ سے زیادہ خرچ کر کے اجے بواوڈے میں مسجد تعمیر کروائی ہے جس کا میں نے افتتاح کیا تھا وہ ہماری بہت بڑی جامع مسجد ہے۔ میں نے وہاں یہ دیکھا کہ ان کیلئے اور عام مزدور یا جو انکی وہاں نوکرانیاں تھیں ان کے لئے جو کھانا پک رہا تھا وہ مختلف نہیں تھا بلکہ ایک ہی کھانا تھا جسمیں وہ بھی شامل ہوتی ہوں گی۔ انہوں نے میرے سامنے تو نہیں کھایا البتہ میرا اندازہ تھا کہ کوئی الگ کھانا نہیں پک رہا۔ چنانچہ میں نے اس کے متعلق دریافت کیا تو

میرا خیال درست تھا

معلوم ہُوا کہ ایک ساتھ اکٹھے کھانے پر بیٹھ جاتے ہیں اور ان کا آپس میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جو بعض دفعہ discontentment (بے اطمینانی) اور بددلی ہمیں یہاں نظر آتی ہے وہاں یہ نظر نہیں آتی۔

بڑا عجیب نظارہ ہے میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ ایک دن بہت مصروف پروگرام تھا۔ ہم نے ایک جگہ سے دوسری جگہ موٹروں پر جانا تھا۔ میں نے دوستوں سے کہا کہ ایک تو پیار ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے دوسرے مسکراہٹ کا جواب ہمیشہ مسکراہٹ سے ملتا ہے اور میں آج یہ کرتا رہا ہوں میرا اندازہ یہ ہے کہ میں نے لیگوس کے باشندوں سے کم از کم پچاس ہزار مسکراہٹیں وصول کیں اور کسی جگہ میں نے مایوسی افسردگی اور بے زاری یا discontentment (بے اطمینانی) نہیں پائی۔ وہ سب بڑے خوش اور ہشاش بشاش دکھائی دیتے تھے حالانکہ وہ ابھی سول وار جیت کر ہٹے تھے اس کے سکارز کہیں تو نظر آنے چاہیئے تھے مگر کہیں بھی نظر نہیں آئے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ

اس کی بڑی وجہ یہ ہے

کہ جب امیر اور غریب ایسے ہُوں کہ ان کے رہن سہن میں زیادہ فرق نہ ہو ایک دوسرے سے نفرت کا اظہار نہ ہو تکبّر اور غرور نہ ہو تو وہ قوم خوشی اور بشاشت کی زندگی گذار رہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں اس چیز پر بھی استقامت بخشے اور باہر کے غیر ملکی گندے اثرات ان کے معاشرہ کو گندا کرنے میں کامیاب نہ ہوں جیسا کہ نائیجیریا کو تباہ کرنے کے لئے کوششیں کی گئی تھیں مگر اللہ تعالےٰ نے اس میں مُفسد دُنیا کو کامیاب نہیں ہونے دیا۔

جب میں یعقوبو گوون سے ملا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے اس کے دل پر کچھ ایسا تصرف کیا تھا کہ وہ میرے ساتھ نصف گھنٹے تک اس طرح بیٹھا رہا کہ جس طرح اس کے گھر کا ایک فرد ہو۔ وہ بڑی بے تکلفی سے باتیں کرتا رہا۔

امریکن اور یورپین اقوام

جو وہاں فساد پیدا کرنا چاہتی تھیں وہ ان پر جو تنقید کر رہا تھا وہ تو کر ہی رہا تھا مجھے اس نے یہ بھی کہا کہ غیر ملکی عیسائی مشنز (خود وہ عیسائی ہے) نے پُورا زور لگایا کہ ہمارے ملک کو تباہ کر دیں لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل کیا، ہمارا ملک تباہ ہونے سے بچ گیا۔ میں نے اس سے کہا کہ تمہاری قدر میرے دل میں اس لئے بھی ہے (ویسے میں نے اسکے متعلق اور بھی بہت سی معلومات حاصل کی تھیں وہ بڑے ہی اچھے دل کا مالک ہے) کہ میں پورے غور سے عوام کو سڑکوں اور دکانوں کے سامنے دیکھتا رہا ہوں مگر میں نے کسی جگہ بھی یہ محسوس نہیں کیا کہ تمہاری خانہ جنگی کا قوم پر کوئی اثر ہو۔ ویسے تو وہ ہر ایک کا خیال رکھتا ہے اس کی حالت یہ تھی کہ میں نے اسے یہ کہا کہ دیکھو! تم نے سول وار جیتی ہے اور یورپین اقوام کی مخالفت اور مداخلت کے باوجود جیتی ہے۔

یہ تمہارا بڑا کارنامہ ہے

تمہارے کندھوں پر بڑا بوجھ آپڑا تھا۔ لیکن اس سے بھی زیادہ اہم اور ضروری اور مشکل کام اب تمہیں کرنا ہے اور وہ یہ ہے کہ تم نے بیافرا کو ویسے تو جنگ کے ذریعہ جیت لیا ہے لیکن ان کے دلوں کو جیتنا ابھی باقی ہے اس لئے کوئی heat generate (ہیٹ جنریٹ) نہیں ہونی چاہیئے۔ اُن کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور اُن کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ساتھ پیار کا معاملہ کرو۔ چنانچہ اُس نے میری اس نصیحت کو بڑی بشاشت سے سُنا اور مجھے کہنے لگا کہ مجھے اس وقت کا خود بھی خیال ہے میں ان سے یہی سلوک کروں گا۔ وہ میرا بڑا ممنون تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چونکہ ان کا معاشرہ بہت سے گندوں سے محفوظ ہے اس لئے آپ کو ہنستے کھیلتے چہرے نظر آئیں گے، بڑے ہشاش بشاش، کوئی شکایت نہیں، کوئی discontentment (بے اطمینانی) نہیں، کوئی بد دلی نہیں، کوئی اداسی نہیں، کوئی یہ خیال نہیں کہ انہیں حقیر سمجھا جاتا ہے آپس میں ایک دوسرے کو حقارت اور نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے، اور یہی پیغام میں لیکر گیا تھا۔ اس واسطے اُن کو اس نے اپیل کیا۔

میں نے ایک دن انہیں یہ بھی کہا کہ میں آج تمہیں یہ بتاتا ہوں کہ تمہاری

عزت اور احترام کا دن

طلوع ہو چکا ہے اب دنیا تمہیں نفرت اور حقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھے گی۔ میرے ذہن میں تو یہ تھا کہ ان کی عزت اور احترام کو قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث کیا۔ اس لحاظ سے ہم ان کے محافظ ہیں انکی عزت و احترام کے، اور ہم محافظ ہیں انکی جانوں اور مالوں کے، اور ہم محافظ ہیں شیطانی یلغاروں سے انہیں بچانے کے۔ یعنی شیطان سے بچانے کا جو کام ہے وہ ہمارے سپرد ہے اور جو انکی ضرورتیں ہیں وہ حتی الوسع ہم نے پوری کرنی ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے میں سمجھتا ہوں اس وقت کے حالات کے مطابق اللہ تعالیٰ کے علم سے یہ اعلان کیا تھا کہ افریقہ کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے محفوظ رکھا ہوا ہے اور یہ اب نظر آ رہا ہے۔ کہ

اگر ہم اپنی ذمہ داریوں کو نباہیں

تو وہ لوگ بہت جلد اسلام کو، احمدیت کو قبول کر لیں گے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے گا sweet revenge (سویٹ ریوینج) کی۔ میں آپ کو کہتا تھا۔ ہم نے ایک حسین انتقام ظالموں سے لینا ہے۔ وہاں ہمارے عبدالوہاب ہیں۔ جامعہ سے پڑھ کر گئے ہیں بڑے مخلص اور بڑے مستعد اور ہمت والے مبلغ ہیں۔ وہ نہایت اچھا کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بیوی بھی بڑی اچھی دی ہے اس کے دل میں بھی اسلام کا درد اور احمدیت کا پیار ہے۔ وہ سارا دن بچے اور بچیوں کو قرآن کریم پڑھانے میں مشغول رہتی ہیں۔ اُن کے علاقے میں جاکر اور یہ حالات دیکھ کر مجھے بہت ہی خوشی ہوئی۔ میں نے عبدالوہاب سے کہا کہ تیار ہو جاؤ، ہمارے حسین انتقام کے دن قریب آ رہے ہیں اور میں نے وہاں اعلان کر دیا کہ میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں زندہ رہا تو میں یا میرے بعد جو بھی ہوگا وہ تمہیں گلاسکو مشن کا انچارج بنا کر بھیجے گا۔ وہ قومیں جو صدیوں تک تم پر ظلم کرتی رہی ہیں انہیں یہ پتہ لگنا چاہیئے کہ تم لوگ اس قابل ہو کہ دین کے میدان ہیں، پیار کے میدان ہیں اور محبت کے میدان ہیں، اور ہمدردی اور غمخواری کے میدان ہیں خدمت کے جذبہ کے میدان ہیں اور مساوات کا پیغام دینے کے میدان میں

تم ان کے اُستاد بنو گے

انشاء اللہ۔ اُن سے میں نے کہہ دیا کہ تم چار سال کے بعد ربوہ آؤ گے اور یہاں اپنی انگریزی (ویسے تو اچھی خاصی جانتے ہیں) اور زیادہ improve (بہتر) کرو گے اور پھر یہاں سے تمہیں گلاسکو بھیج دیں گے۔ ان کے ملک کو بھی میں نے کہہ دیا ہے کہ ہمارا تو یہ پروگرام ہے۔

ہمارے ایک بڑے مخلص افریقن کماسی میں ہیں جو غانا کا ایک مشہور شہر ہے۔ ہمارے ایک سکول کے ہیڈ ماسٹر ہیں۔ وہاں ان کے ملک کی یہ پالیسی ہے اور یہ درست ہے کہ جو استاد یا پرنسپل انہیں افریقی ملے گا اس کی جگہ وہ غیر ملکی کو نہیں رکھیں گے۔ چنانچہ شروع میں ہمیں یہ خیال تھا کہ کہیں اس کا ہمارے سکولوں پر بُرا اثر نہ پڑے۔ لیکن چونکہ وہاں کا معاشرہ کچھ اور رنگ رکھتا ہے عملاً یہ ثابت ہوا کہ کوئی بُرا اثر نہیں پڑا۔ لیکن خدا کا کرنا یہ ہوا

کہ ہمارے کماسی کے اس نہایت اعلیٰ اور مقبول اور

بہت ہی کامیاب سکول

(جو ہمارے انٹرمیڈیٹ کالج کے برابر ہے) کا جو افریقی پرنسپل مقرر کیا گیا وہ ایک احمدی تھا۔ اس سے بھی میں نے کہا کہ تم بھی تیار ہو جاؤ۔ ممکن ہے کسی دن میں تمہیں پاکستان میں بُلا کر یہاں کے کسی سکول کا ہیڈ ماسٹر بنا دوں کیونکہ جہاں تک احمدیت کا تعلق ہے کسی ایک ملک یا کسی ایک قوم کی اجارہ داری نہیں ہے "اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ" (الحجرات آیت ۱۴) میں کُمْ کے مخاطب پاکستانی نہیں یا صرف پہلے عرب نہیں تھے۔ بلکہ ہر انسان اس کا مخاطب ہے۔ جو بھی تقویٰ میں آگے نکل جائیگا خواہ وہ فرد ہو یا قوم اللہ تعالیٰ کو وہ دوسرے فرد یا قوم سے زیادہ پیارا ہو گا اور جو آگے نکل گئے ہیں اپنے خلوص اور قربانیوں میں،

بہرحال ہمارا یہ کام ہے

جماعت احمدیہ کے خلفاء کا یہ کام ہے کہ انکو دوسروں کی نسبت زیادہ عزت اور احترام دیں۔ پس وہ بھی یہاں آئیں گے۔ جس طرح ہم یہاں سے مبلغ اور پرنسپل وہاں بھجواتے ہیں وہاں کے لوگ یہاں آئیں گے اور پھر دوسرے ملکوں میں جائیں گے۔ ساری دُنیا کو پتہ لگے گا کہ وہ حسین معاشرہ پھر دُنیا میں قائم ہونا شروع ہو گیا ہے جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ میں اور پھر جب اسلام غالب آیا تو ساری دُنیا میں قائم کیا تھا۔ ہماری اسلامی تاریخ میں میرے خیال میں درجنوں ایسے بادشاہوں کے خاندان ہونگے جو حبشی غلاموں سے تعلق رکھتے تھے مثال تو اسوقت میں (وقت کی رعایت سے) جو بہت ہی حسین اور نمایاں ہے وہ دے رہا ہوں تین چار موقعوں پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی مثال میں نے بیان کی۔ ویسے حضرت بلالؓ کے ساتھ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بھی پیار کے سلوک کئے ہیں۔

وہ بھی بڑی حسین مثالیں ہیں

اگر اللہ تعالیٰ نے پھر کبھی توفیق دی اور وہاں جانیکا موقعہ ملا تو اِن بہت ساری مثالیں دے دیں گے اس دنیا میں اور اسوقت بھی میرے خیال میں پاکستان کے بہت سے سمجھتے ہوں گے کہ انسان انسان میں فرق ہے۔ اسلام تو انسان انسان میں فرق مٹانے کے لئے آیا تھا۔ قائم کرنے یا قائم رہنے دینے کیلئے نہیں آیا تھا ایک حبشی اپنے تصور میں لے آؤ جس قسم کا وہ ہوتا ہے (ویسے عملاً وہ دیکھا ہی ہوتا) یہاں انگریز نے ہمارے بچپن میں جو تصور دیا تھا وہ یہ تھا کہ حبشیوں کے ہونٹ لٹکے ہوئے اور نچلا ہونٹ ٹھوڑی کے کنارے تک پہنچا ہوا اور آنکھیں سرخ ہوتی ہیں جس طرح کی شکل وہ شیطان کی بناتے تھے اسی طرح کی شکل حبشی کی بھی بنا دیتے تھے مگر وہاں ایسا نہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ بعض اس سے ملتی جلتی شکلیں تو ہیں لیکن اتنی بھیانک نہیں ہیں۔ ان کے بڑے تیکھے نقوش (اور اسوقت جو دوست میرے سامنے بیٹھے ہیں عام طور پر ان سے ملتے جلتے چہرے) ہم نے وہاں دیکھے ہیں۔ خصوصاً احمدیوں میں اور پھر دوسرے مسلمانوں میں اس قسم کے بھدے اور ڈراؤنے نقوش نہیں ہیں البتہ عیسائیوں میں مجھے کہیں کہیں نظر آئے ہیں۔ پتہ نہیں اسمیں کیا حکمت ہے

بہرحال ایک حبشی جو مکہ کے پیراماؤنٹ چیفس کا غلام تھا۔ اور وہ اسکے ساتھ نفرت اور حقارت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ ان کے دلوں میں اس کی کوئی عزت نہیں تھی۔ کسی قسم کی عزت کا اظہار ان سے نہیں ہوا کرتا تھا۔

پھر خدا کا کرنا کیا ہوا

کہ یہی حبشی غلام جو ان کی نگاہ میں رذیل تھا اللہ تعالیٰ نے اسے نور دکھایا اور وہ اسلام لے آیا۔ پہلے صرف نفرت اور حقارت تھی اب نفرت اور حقارت کے ساتھ ظلم بھی ہو گیا۔ انہوں نے اس کو اس طرح اذیت پہنچائی کہ آج بھی ہم سوچتے ہیں تو ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر ایک مسلمان کو خیال آیا اس نے اسے خرید کر آزاد کر دیا اور وہ مسلمان معاشرہ کا ایک فرد بن گیا۔ مسلمان معاشرہ کا فرد تو ویسے اسلام لانے کے بعد ہی بن گیا تھا۔ مگر غلامی کی زنجیروں کی وجہ سے عملاً مسلمان معاشرہ کا فرد نہیں بن سکا تھا۔ پھر وہ بڑے سے بڑے مسلمان

85

گو اس وقت چند ایک ہی سہی کیونکہ اس وقت رؤسار مکہ میں سے چند ایک مسلمان ہو چکے تھے، ان کے برابر ہو گیا اور وہ عملاً ان کی زندگیوں کے برابر تھا۔ کوئی فرق نہیں تھا۔ پھر خدا تعالیٰ نے فتح مکہ کے موقع پر انسانیت کو وہ عظیم نظارہ دکھایا کہ

دُنیا کی تاریخ جس کی مثال نہیں لا سکتی

حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک جھنڈا تیار کروایا (میں نے تصوّر کی نگاہ سے وہاں کا نقشہ اپنے ذہن میں لانے کی کوشش کی ہے۔) لوگ حیران ہوتے ہوں گے کہ ایک نیا جھنڈا کیوں تیار کروایا جا رہا ہے۔ بہرحال ایک جھنڈا تیار کروایا اور فرمایا یہ بلال کا جھنڈا ہے۔ آپؐ نے اس جھنڈے کو بلال کا نام دیا اور ایک جگہ اُسے نصب کروا دیا۔ اور پھر انہی رؤساءِ مکہ کو فرمایا کہ جس شخص کو تم نفرت اور حقارت سے دیکھا کرتے تھے۔ اور جس پر تم ظلم ڈھایا کرتے تھے آج اگر پناہ چاہتے ہو تو اس کے جھنڈے کے نیچے آجاؤ یہ ایک مثال ہے جو درجنوں مثالوں میں سے نظر آتی ہے۔ ہمارا یہ دعویٰ کہ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہیں تبھی کسی حقیقت اور صداقت کا حامل بن سکتا ہے اگر ہم اس کے مطابق عمل کریں تاہم اس حصّہ کو میں بعد میں لوں گا۔

غرض

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اسوۂ حسنہ

میرے سامنے تھا چنانچہ ان کے سامنے جب میں یہ بات بیان کرتا تھا مختلف موقعوں پر مختلف لوگوں کے سامنے کیونکہ ملک بھی دُوسرا ہوتا تھا اور جگہ بدلنے سے ۹۹ فی صد جو اس جلسے میں ہوتے تھے وہ بھی مختلف ہوتے تھے بلا مبالغہ SCIENTIFIC EXPLANATION (سائنٹیفک ایکس پلینیشن) تو میرے ذہن میں نہیں آیا لیکن میں نے محسوس کیا کہ ان کی خوشی صوتی لہروں میں بھی ایک ارتعاش پیدا کرتی تھی بغیر آواز کے اور میرے کانوں نے ان کی خوشی کی لہروں کو محسوس کیا۔ اور اس کا اثر صرف مسلمانوں پر ہی نہیں ہوتا تھا ان کو تو تھوڑا بہت پہلے سے علم ہے عیسائی بھی متاثر ہوتے تھے اور وہ مشرک اور بدھ مذہب جن میں ابھی تک بڑی ظالمانہ رسوم رائج ہیں وہ بھی سنتے تھے کہ اسلام کا پیش کردہ صداقت اور محبت اور پیار اور ہمدردی اور غم خواری اور خدمت اور اسلام مساوات کا یہ اعلان ہے اور یہ سلوک ہے تو

اثر قبول کئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے

غرض کیا عیسائی اور کیا مشرک اور بدھ مذہب جب ہماری ان باتوں کو سنتے تھے تو وہ اتنا اثر قبول کرتے کہ ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

ابھی حال میں عبدالوہاب بن آدم ہمارے مبلغ ہیں جو انشاء اللہ گھانا میں جا کر وہاں کے انچارج مشن بنیں گے وہ بڑا اچھا کام کر رہے ہیں۔ وہاں ہم گئے تھے۔ انہوں نے وہاں بہت بڑی مسجد بنوائی ہے۔ جو آپ کا نقشہ ہے اس مسجد کا اس سے چار گنا بڑی ہے۔ میں نے اس کا افتتاح کرنا تھا دوستوں سے ملنا تھا وہاں اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ جماعت کا اتنا رعب ہے کہ بڑے بڑے پادریوں کو بھی مجبوراً ہمارے جلسوں میں شامل ہونا پڑتا ہے کچھ تو انہوں نے یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ یہ کام کیا کر رہے ہیں؛ اور کس طرف ان کا رُخ ہو رہا ہے؟ غرض اس جلسہ میں جو پادری آئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوئے تھے ان میں اس سارے علاقے کے کیتھولک مشنز کا انچارج بشپ بھی موجود تھا۔ لیکن بلیٹھا شروع میں اس طرح تھا کہ جیسے اُسے کوئی دلچسپی نہیں ہے مجبوری تھی شامل ہو گیا ایک موقعہ پر

تقریر کے دَوران میں

مَیں نے یہ کہا

One who was paramount prophet

(پیراماؤنٹ چیف ان کا محاورہ ہے میں نے ان سے عاریتہً لے لیا) یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ وہ تمہارے کان میں یہ کہہ رہے ہیں کہ

اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (حٰم السجدۃ آیت ۷)

میں تمہارے جیسا انسان ہوں، تم میرے جیسے انسان ہو۔ بشر ہونے کے لحاظ سے مجھ میں اور تم میں کوئی فرق نہیں تو پھر

"Those who were Junior to him like moses and christ."

وہ بھی انسان ہی تھے۔ اس لحاظ سے وہ تم پر کیسے برتری کا دعویٰ کر سکتے ہیں وہ پادری صاحب اچھل کر بیٹھ گئے۔ کیونکہ انہیں پتہ تھا کہ لوگ اس سے متاثر ہوں گے۔

پس میں نے ان کو بڑا شریف النفس، سعید الفطرت اور سادہ مزاج پایا اور میں نے ان کو جو دیا وہ اسلام کا یہ پیغام تھا کہ

اِنسان انسان میں کوئی فرق نہیں

ہے۔ ہر ایک سے محبت کرنی چاہیئے۔ اُردو میں جس معنی میں محبت کا لفظ استعمال ہوتا ہے اس معنے میں مَیں اس کو استعمال کر رہا ہوں کیونکہ میں اردو میں بات کر رہا ہوں (عربی میں ایک اور معنے میں استعمال ہوتا ہے وہ یہاں استعمال نہیں ہو سکتا۔) جس کو ہم پیار اور محبّت کہتے ہیں۔ اسلام کا وہ پیغام ہے ہمدردی اور خیر خواہی اور مساوات کا کہ کوئی فرق نہیں کرنا۔ اپنے آپ کو کسی دوسرے انسان سے بڑا نہیں سمجھنا۔ یہ پیار میں ان کے پاس لے کر گیا تھا۔ یہ محبّت میں ان کے پاس لے کر گیا تھا۔ ہمدردی اور غم خواری اور خدمت کا یہ جذبہ اور مساوات کا یہ اعلان میں ان کے پاس لے کر گیا تھا اور اس کے وہ حق دار تھے۔

ابھی چند دن ہوئے مجھے عبدالوہاب ہی کا خط آیا ہے اُس نے لکھا ہے کہ آپ نے احمدی غیر احمدی، بڑے چھوٹے۔ عیسائی اور مشرک ہر ایک سے جس قسم کی شفقت کا سلوک کیا ہے اس کی یاد ہماری قوم کے دل سے نہیں مٹے گی۔ میں نے ان کو جو جواب دیا وہ یہ ہے کہ جو میں نے دیا وہ اُن کا حق تھا۔ اُن کا جو حق تھا وہ میں نے انہیں دے دیا اس واسطے میں نے کیا

احسان کیا۔ میں سوچا کرتا تھا کہ میں بچوں کو جو پیار کرتا تھا یہ ان کا حق تھا میں اُن کو دے رہا ہوتا تھا۔ اب پیار پہ نہ دھیلہ خرچ ہو نہ وقت خرچ ہو لیکن اتنا اثر ہوتا تھا کہ اگر آپ لاکھ روپیہ خرچ کر دیں تو اس کا شاید اتنا اثر نہیں ہوگا۔

وہ پیار کے بھوکے ہیں

کیونکہ وہ صدیوں پیار کی آواز میں گم ہو کر غیر ملکوں کی توپوں کا نشانہ بن گئے تھے۔ میں نے بہت سے عیسائیوں کو کہا کہ میں یہ بات تسلیم کرتا ہوں (ضمناً میں یہ بتا دوں کہ جو سچ ہے اسے بہر حال تسلیم کرنا چاہیئے جو امر واقعہ ہے اس کو چھپانے کی ضرورت نہیں۔ غرض میں نے اُن سے کہا) کہ جب تمہارے ملکوں میں عیسائی پادری داخل ہوئے تو انہوں نے یہی نعرہ لگایا تھا کہ ہم عیسائیت کی محبت کا پیغام لے کر آئے ہیں۔ لیکن ان کے پیچھے پیچھے ان ممالک کی جہاں سے وہ آئے تھے۔ فوجیں تمہارے ملکوں میں داخل ہوئیں توپ خانے ہوئے ان توپوں کے مونہوں سے پھول نہیں جھڑتے تھے بلکہ گولے نکلے تھے اور پھر جس طرح ان ملکوں نے تمہیں Exploit (ایکسپلائٹ) کیا اور پھر جس طرح تمہیں تباہ کیا اس کے متعلق مجھے کہنے کی ضرورت نہیں تم مجھ سے زیادہ جانتے ہو کیونکہ تم صدیوں سے اس ظلم کا شکار بنتے رہے ہو۔ اب

میں محبت کا پیغام لے کر آیا ہوں

لیکن میں تمہیں یہ بتاتا ہوں کہ ہم قریباً پچاس سال سے تمہارے ویسٹ افریقہ میں کام کر رہے ہیں اور اس عرصہ میں ہم نے کبھی تمہاری سیاست میں دلچسپی نہیں لی اور کبھی تمہاری دولت پہ حریصانہ نگاہ نہیں ڈالی۔ ہم نے یہاں بہت کچھ کمایا جیسا کہ میں بتا چکا ہوں ہمارے کلینک وہاں بہت کماتے ہیں۔ کانو میں ہمارے کلینک کے پاس پندرہ ہزار پونڈ زیادہ جمع ہو گیا تھا۔ ڈیڑھ دو سال ہوئے انہیں یہاں مرکز سے ہدایت کی گئی کہ اس رقم کو اسی ہسپتال کی عمارت پر خرچ کر دو۔ پہلے وہ کلینک تھا اب ایک نہایت شاندار ہسپتال بن گیا ہے۔ چنانچہ اسی طرح کی بیسیوں مثالیں ہیں۔ ہم نے ایک دھیلہ ان ملکوں سے باہر نہیں نکالا۔ میرے خیال میں اس وقت تک لاکھوں پونڈ باہر سے لے جا کر ان ملکوں میں خرچ کر چکے ہیں وہاں کی حکومتوں کو بھی اس کا علم ہے اور وہاں کے عوام کو بھی اس کا علم ہے۔ پس میں نے کہا کہ ہم پچاس سال سے تمہارے پاس ہیں اور جو بھی یہاں کمایا وہ تم پر خرچ کر دیا۔ باہر سے جو کچھ لائے وہ بھی تم پر خرچ کر دیا۔ ہم نے تمہیں سچا اور حقیقی پیار دیا اور اس کے متعلق تم سب کچھ جانتے ہو۔ اور یہ چیز ان پر اثر کئے بغیر نہیں رہتی تھی۔ میں ان سب ملکوں میں اپنی طرف سے بعض چیزیں امتحاناً کیا کرتا تھا۔ ان میں سے ایک چیز یہ تھی کہ میں انہیں کہتا تھا تم سوچو اور مسلمان ہو جاؤ۔ مگر کسی ایک نے مجھے یہ نہیں کہا کہ نہیں ہم مسلمان نہیں ہو سکتے یا احمدی مسلمان نہیں ہونے ہر ایک نے یہی کہا ٹھیک ہے ہم سوچیں گے اور غور کریں گے۔ اور پھر احمدیت اور اسلام کو قبول کر لیں

ہم نے ان کے اوپر پیار کا ہاتھ رکھا

ہے اور پیار کی لمس جو ہے اس کے وہ عادی ہو چکے ہیں۔ دوسرے دل کو وہ دیکھتے ہیں کہ یہ کتنا پیار کرتے ہیں۔ ہمارے مبلغوں کی رپورٹ کے مطابق افریقی یہ سوچ ہی نہیں سکتے کہ دنیا میں کوئی ایسی قوم بھی پیدا ہو سکتی ہے جو ان کے بچوں کو

پیار کرے۔ اور میں نے وہاں ہزاروں بچوں کو اٹھایا اُن سے پیار کیا۔ ویسے پانچ سال کے جو تھے انہیں بغیر اٹھائے جھک کر پیار کیا۔ یہ دیکھ کر ان کی عجیب حالت ہوتی۔ ایک قسم کے مست ہو جاتے تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ خیر وہاں جو ملا وہ تو ہوا مشرقی افریقہ کے ایک ملک زمبیا کے ایک وزیر انگلستان میں کسی کامن ویلتھ کانفرنس کو Attend (اٹنڈ) کرنے آئے ہوئے تھے۔ جس روز ہم وہاں سے پاکستان کے لئے روانہ ہو رہے تھے اسی روز انہوں نے بھی روانہ ہونا تھا۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اتفاق کی بات ہے

کہ اسی کمرہ میں وہ بھی اپنے جہاز کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے جہاں ہم نے بھی اپنے جہاز کے انتظار میں بیٹھنا تھا۔ ان کے ساتھ زمبیا کے ہائی کمشنر اور ان کا آٹھ دس سال کا ایک بچہ بھی تھا۔ چنانچہ انہوں نے کہا ہم ملنا چاہتے ہیں۔ میں ان سے ملا اور پانچ سات منٹ تک ان کے ساتھ باتیں کیں۔ پھر وہ اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گئے۔ میں اپنے دوستوں کے ساتھ آکر بیٹھ گیا۔ ایک احمدی دوست کو خیال آیا وہ ایک پاؤنڈ کا نوٹ لے کر میرے پاس آگیا کہ اس پر دستخط کر دیں میں اسے اپنے پاس یادگار کے طور پہ رکھوں گا۔ پھر اسے دیکھ کر ایک دوسرا آگیا اسی طرح آٹھویں دسویں نوٹ پر دستخط کر کے جب میں نے سر اٹھایا تو وہ آٹھ دس سال کا حبشی بچہ ہاتھ میں نوٹ لے کر دستخط کروانے کے لئے کھڑا تھا۔ اس کو خیال آیا یا وزیر کو خیال آیا بہرحال اللہ تعالیٰ نے اپنے پیار کا ان کو ایک نشان دکھانا تھا اور ایسے سامان پیدا کر دیئے مجھے خیال آیا کہ یہ غیر ملکی یہاں میرا مہمان ہی ہے۔ ہماری تو ساری دنیا مہمان ہے تو اس لئے میں اس کے نوٹ کی بجائے اپنے نوٹ پر دستخط کر دیتا ہوں۔ چنانچہ میں نے اپنی جیب سے ایک نوٹ نکالا اور اس پر دستخط کر کے اسے پکڑا دیا۔ یہ تو بالکل معمولی بات تھی۔ پھر کھڑا ہوا اور میں نے اس بچے کو گلے لیا اور اس کو پیار کیا ان کے جہاز نے پہلے جانا تھا۔ اور جب اعلان ہوا کہ اس ہوائی جہاز کے مسافر آکر ہوائی جہاز میں بیٹھ جائیں تو وہ کھڑے ہوئے اور میرے پاس آگئے۔ میں بھی کھڑے ہو کر ان سے ملا۔ اس وزیر کا یہ حال تھا کہ میرا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس کے ہونٹ پھڑپھڑا رہے تھے۔ وہ اتنا جذباتی ہوا تھا۔ اس نے کہا ہم آپ کے

زیر احسان اور بہت زیادہ ممنون

ہیں۔ پتہ نہیں اور کیا کچھ کہہ رہا تھا اور میری آنکھیں مارے شرم کے جھک رہی تھیں۔ میں دل میں کہتا تھا میں نے تمہیں کیا دیا ہے اسلام کا ایک چھوٹا سا تحفہ ہی ہے نا! جو میں نے تمہیں دیا ہے۔ لیکن اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ کوئی ایسا شخص بھی دنیا میں ہے جو ہمارے بچوں کو اس طرح پیار کر سکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ایک شخص نہیں ایک قوم پیدا کر دی ہے۔ جو ان کے بچوں، بڑوں، بوڑھوں اور جوانوں سے پیار کر رہی ہے اور یہ ذمہ داری ہم پر عاید ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اسے نباہنے کی ہمیں توفیق عطا کرے۔ ویسے میں یہ فقرہ کہنے پر خود کو مجبور پاتا ہوں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین روحانی فرزند کی پیاری جماعت (اللہ تعالیٰ کا آپ پر سلام ہو) بے حد قربانی کرنے والی ہے۔ جب میں افریقہ سے واپس انگلستان آیا تو میری طبیعت میں بڑی بے چینی اور گھبراہٹ تھی اور یہ بے چینی اس وجہ سے تھی کہ کوئی حصہ جماعت کا کہیں کمزوری نہ دکھا جائے۔ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ پانچواں ملک گیمبیا تھا۔ جب میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس ملک کا دورہ کر رہا تھا تو اللہ تعالیٰ کا مجھے یہ منشا معلوم ہوا کہ

کم از کم ایک لاکھ پونڈ

فوری طور پر ان ملکوں میں غلبہ اسلام کے لئے خرچ کرو۔ ویسے تو جب اللہ تعالیٰ کا منشاء ہوتا ہے تو وہ چیز مل جاتی ہے۔ بعض دفعہ منہ سے کوئی فقرہ نکل جائے تو اس کو بھی اللہ تعالیٰ اپنے عاجز اور حقیر بندے کی عزت رکھنے کے لئے اس کی بات پوری کر دیتا ہے۔ لیکن پھر بھی خطرہ تو رہتا ہے کہ کوئی حصہ جماعت کا کمزوری نہ دکھائے۔ مگر میں بڑا خوش ہوا۔ انگلستان میں ہماری چھوٹی سی جماعت ہے۔ بچوں سمیت ان کی تعداد شاید پانچ دس ہزار ہی ہوگی۔ پہلے جمعہ کے دن اور پھر اتوار کو میں مجموعی طور پر قریباً پونے دو گھنٹے یا دو گھنٹے ان کے پاس بیٹھا ہوں۔ اس دوران

۳۰۰۲۸ ہزار پونڈ کے وعدے

اور ۴-۵ ہزار پونڈ نقد رقم جمع ہو گئی جس کو میں نے "نصرت جہاں ریزرو فنڈ" کا نام دے کر عام جو ہماری مد ہے اس سے علیحدہ مد کھلوا کر جمع کروا دیا۔ اور جو بات میرے منہ سے نکلی وہ یہ تھی کہ قبل اسکے کہ میں انگلستان چھوڑوں دس ہزار سے زائد رقم اس میں جمع ہونی چاہیئے۔ ہمارے وہاں کے جو عہدیدار ہیں امام رفیق سمیت انکو یہ یقین تھا کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اور اسی لئے انہوں نے مجھے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ دس بارہ دن کے بعد آپ جا رہے ہیں۔ یہ رقم بڑی ہے۔ جو دوست آپ کے سامنے آکر بیٹھے اور جنہوں نے آپ کی باتیں سنیں وہ تو انگلستان کی جماعت کا شاید ۵/۱ سے پانچواں یا چھٹا حصہ ہوں گے۔ بڑی چھوٹی جماعت ہے آپ مجھے ایک ماہ کی مہلت دیں۔ میں انگلستان کی ساری جماعتوں کا دورہ کروں گا اور پھر امید ہے ایک مہینے میں یہ دس ہزار پونڈ جمع ہو جائیں گے۔ میں نے مسکرا کر انہیں کہا کہ میں آپکو

ایک دن کی مہلت بھی نہیں دونگا

اور جب میں یہاں سے جاؤنگا تو انشاء اللہ دس ہزار پونڈ سے زیادہ کی رقم اس مد میں جمع ہو چکی ہوگی۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں نے ان سے یہ کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے میرے منہ سے یہ نکلوایا ہے تو وہ آپ ہی اس کا انتظام بھی کرے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک چھوٹا سا فقرہ نظم میں کہا ہوا ہے کہ ع

گھر سے تو کچھ نہ لائے

اللہ تعالیٰ کا کام ہے اسی نے توجہ اس طرف پھیری ہے۔ اسی کا منشاء مجھے معلوم ہوا ہے اس لئے اس کا انتظام تو ہو جائے گا جب میں نے انگلستان کی جماعت کو یہ تحریک کی جس کا رد عمل بڑا اچھا ہوا تو میں نے ان سے یہ بھی کہا کہ مجھے یہ فکر نہیں کہ میں تم سے جو مطالبہ کر رہا ہوں وہ پورا ہوگا یا نہیں کیونکہ مجھے یقین ہے کہ وہ پورا ہو جائے گا۔ میں نے آدمی بھی بھیجنے ہیں ڈاکٹر بھی اور سکول ٹیچرز بھی۔ مجھے یہ فکر نہیں کہ یہ آدمی کہاں سے آئیں گے کیونکہ خدا کہتا ہے کہ وہاں آدمی بھیجو، میں نے تو انسان کو پیدا نہیں کیا، اسی نے انسان پیدا کئے ہیں وہ آپ ہی اس کا بھی انتظام کریگا۔ لیکن جس چیز کی مجھے فکر ہے اور تمہیں بھی فکر کرنی چاہیئے وہ یہ ہے کہ محض قربانی دے دینا کافی نہیں ہوتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس قربانی کو قبول نہ کرلے۔

سعی مشکور ہونی چاہیئے

تمہاری قربانی پیش کر دینا تو کسی کام کا نہیں۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں بڑی تفصیل سے یہ بات بیان ہوئی ہے کہ سینکڑوں آدمیوں کی قربانی (جو وہ دے چکتے ہیں) پر جب ثواب دینے کا وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس قربانی کو اٹھا کر ان کے منہ پر مارتا ہے کہ تمہارے اندر فلاں کمزوری تھی، ریاء تھا، تکبر تھا، توحید پر پورے طور پر قائم نہیں تھے، میں نے تمہارے مال کو کیا کرنا ہے کوئی چیز تمہاری قبول نہیں۔

پس میں نے وہاں اپنے دوستوں سے کہا کہ تم اس کی فکر کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری قربانیوں کو قبول کرے۔ میں دعا کروں گا اپنے لئے بھی اور تمہارے لئے بھی۔ تم بھی دعائیں کرو۔ پھر مجھے اور فکر پڑ گئی گو ایک لحاظ سے تسلی بھی تھی۔ بہر حال امام جماعت کو فکر تو رہتی ہے کہ جماعت کے کسی حصے میں بھی کمزوری نہ واقع ہو جائے۔ اب میں نے پاکستان میں آنا ہے اور یہاں میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں ایسا نہ ہو کہ پاکستان کے کسی حصے میں کوئی کمزوری نظر آئے۔ چنانچہ آپ کے پاس اخبار الفضل پہنچا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل کیا ہے

کہ سترہ دن میں سترہ لاکھ کے وعدے اور دو لاکھ سے اوپر نقد جمع ہو گیا ہے۔ ان وعدہ جات میں سے پنجابی میں جسے پنج دو نجی کہتے ہیں یعنی ۵/۲ کی فوری ادائیگی کرنی ہے اور فوری سے میری مراد نومبر تک ہے۔ جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ ۵/۲ سے کہیں زیادہ نقد نومبر سے پہلے پہلے انشاء اللہ جمع ہو جائیگا۔ لیکن اسکے باوجود جماعت کا یہ نہایت شاندار رویہ ہے یعنی جب آپ اس چیز کو غیر کے سامنے بیان کریں تو پہلے تو وہ اس کا اعتبار ہی نہیں کریگا اور وہ کہدیگا کہ آپ یونہی گپ مار رہے ہیں۔ اور جب اعتبار کریگا تو حیران ہوگا۔ اس کی سمجھ میں بھی نہیں آئیگا کہ یہ کیا ہو گیا ہے، کیا دنیا میں ایسا بھی ہوا کرتا ہے۔ اسلام کے نام پر ایسا ہونے لگ گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دعویٰ کیا تو مسلمانوں میں سے آپ کے ساتھ وہ لوگ شامل ہوئے تھے جنہوں نے اس کی خاطر کبھی ایک دھیلہ بھی نہیں دیا تھا۔ پھر جب وہ احمدی ہو گئے انہوں نے شروع میں آنہ ماہوار دینا شروع کیا، کسی نے چار آنے ماہوار . . . . دینے شروع کئے۔ کہنے کو تو ایک آنہ یا چار آنے کوئی چیز نہیں لیکن اگر یہ دیکھا جائے کہ اس سے دلوں میں

ایک عظیم انقلاب بپا ہو گیا

کہ ساری عمر میں کبھی ایک آنہ نہیں دیا تھا لیکن اب ایک آنہ ماہوار دینا شروع کر دیا، ساری عمر میں کبھی چونی نہیں دی تھی اور اب ہر مہینے چونی دینی شروع کر دی۔ تو اس کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عظیم انقلاب کو نمایاں کرنے کے لئے اور ان کے لئے دعاؤں کے دروازے کھولنے کی خاطر اپنے ان صحابہ کا نام اپنی کتابوں میں لکھ دیا۔ آپ کتابیں پڑھیں تو آپکو پتہ لگے گا کسی نے آنہ دیا کسی نے چونی دی اور کسی نے اٹھنی دی اور کتابوں میں انکا نام درج ہے۔ قیامت تک جب احمدی ان کتب کو پڑھیں گے تو ان کے لئے دعائیں کریں گے۔ مگر پھر بھی لوگ تھے کہ جب ایک وقت آیا وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں بیٹھے اور انہوں نے آپ سے روحانی تربیت حاصل کی تو انہوں نے بعض دفعہ اپنی ساری جائداد آپ کے قدموں پر لا کر ڈال دی کہ یہ لیں۔

خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی ضرورت

ہے تو آپ اسے قبول کریں۔ یہاں ایبٹ آباد میں ایک دوست نے بتایا کہ ان کے حلقہ میں ایک صاحب ہیں انہوں نے ساری کتابیں پڑھ لی ہیں وہ کہتے ہیں ہر بات مانتا ہوں پر میں نے بیعت نہیں کرنی کیونکہ اگر میں نے بیعت کرلی تو تم مجھ سے چندے لینے لگ جاؤ گے۔ میں نے ان سے کہا کہ یاد رکھیں یہ بات سچ کہتے ہیں کہ ان کے دل میں احمدیت کی صداقت گھر کر گئی ہے مگر وہ پیسے دینے سے گھبراتے ہیں اور یا وہ آپ سے مذاق کر رہے

ہیں۔ دونوں میں سے ایک بات ضرور ہے میں آپ کو اجازت دیتا ہوں آپ ان سے کہیں کہ یہ بیعت فارم ہے اور اس کے اوپر دستخط کر دیں خواہ ایک پیسہ مہینہ مقرر کر دیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ اگر وہ مذاق کر رہے ہیں تو پتہ لگ جائے گا اور

غلط فہمی دور ہو جائے گی

اور اگر وہ مذاق نہیں کر رہے اور یہ کہنے میں سنجیدہ ہیں تو پھر وہ ایک پیسہ یا ایک آنہ لکھوا دینگے۔ وہ اچھے پیسے کما رہے ہیں یعنی درمیانہ درجے کے۔ بہت زیادہ امیر تو نہیں۔ بہرحال درمیانہ درجے کے ہیں۔ ہمارے جو یہاں سیکرٹریٹ میں بڑے کلرک وغیرہ ہیں اتنی تنخواہ وہ لے رہے ہیں میں نے کہا آج پیسہ یا آنہ مہینہ دینگے تو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ جب وہ احمدیت میں روحانی طور پر تربیت پا لیں گے اور احمدیت کے رنگ میں رنگے جائیں گے تو پھر کسی وقت ایسا وقت اُن پر بھی آ سکتا ہے جیسا کہ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آیا تھا کہ وہ آ کر کہیں یہ لیں سارا مال اسے خدا کی راہ میں خرچ کر دیں۔ اب دیکھیں کیا ہوتا ہے آپ یہ دعا کریں کہ بجائے اس کے کہ وہ پیچھے ہٹیں وہ پیسہ لکھوا کر بیعت فارم پر دستخط کر دیں

پس ہمیں یہاں پاکستان میں ویسے جائزہ لیتے رہنا چاہیئے

یہ امیر جماعت کا فرض ہے

کہ وہ دیکھے ہماری جماعت کی کوئی پاکٹ کمزوری دکھانے والی تو نہیں۔ ویسے تو بحیثیت مجموعی سترہ دن میں سترہ لاکھ کے وعدے اور دو لاکھ کے اوپر نقد رقم کا جمع ہو جانا تسلی بخش ہے۔ جب کہ یہ آواز ابھی تک یہاں کی جماعتوں تک پوری طرح نہیں پہنچی جن میں احمدیوں کی اکثریت ہے اور ان کے لئے ابھی موقعہ بھی نہیں کیونکہ وہ گندم تو بیچ باچ کر ختم کر چکے ہیں اور خریف کی فصلوں کا وقت ابھی آیا نہیں۔ فوری ادائیگی کے لئے تو نومبر تک کی حد مقرر کرنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ بعض دوستوں نے کہا کہ زمینداروں کو اُس وقت ادا کرنے میں سہولت رہے گی۔ بہرحال دل تو یہ کرتا ہے کہ آپ خلافت احمدیہ کو اسطرح منائیں کہ جو ۶۲ سال احمدیت کی خلافت پر گذر رہے ہیں

۶۲ لاکھ روپے جمع ہو جائے

خدا کرے کہ ایسا ہی ہو جائے۔

جسطرح یہاں کی رپورٹیں بڑی خوشکن ہیں اسی طرح وہاں کی رپورٹیں بھی بڑی خوشکن ہیں۔ میں نے بتایا ہے کہ سکوتو کے گورنر نے حکم دے کر ۵۰۰ ایکڑ زمین ہمارے سکولوں کے لئے دی ہے۔ اسکے علاوہ ہسپتال کھولنے کے لئے (جس کو وہاں ہیلتھ سنٹر کہتے ہیں) ابھی لوگ تعاون کر رہے ہیں۔ غانا کے ایک پیراماؤنٹ چیف نے زمین کا ایک بہت بڑا قطعہ دیا ہے جس میں ایک کافی بڑی عمارت بھی بنی ہوئی ہے جو ہسپتال کے طور پر استعمال کی جا سکتی ہے۔ اس نے کہا ہے کہ یہ لے لو اور یہاں ڈاکٹر بھیجو۔ اسی طرح اس دورہ کے بعد پڑھے لکھے لوگوں کو احمدیت میں بڑی توجہ ہو گئی ہے۔ نائیجیریا میں ابادان جو کہ بہت بڑا مسلم ٹاؤن ہے اس کی آبادی دس بارہ لاکھ ہے وہ ۹۵ فیصد سے زیادہ مسلمان ہیں اس کے قریب اس عرصہ میں

۱۳ نئی جماعتیں قائم ہو گئی ہیں

انہوں نے ابادان میں ہماری جماعت کے صدر کو جو افریقن ہیں خود بلایا کہ اس علاقے کے مختلف قصبوں کے لوگ فلاں وقت اکٹھے ہوں گے وہ آپ سے تبادلہ خیالات کرنا چاہتے ہیں چنانچہ وہاں دو تین گھنٹے کے تبادلہ خیالات کے بعد ان تیرہ قصبوں کے ۵۰ سے زیادہ آدمیوں نے بیعت کر لی۔ وہاں احمدیت کی طرف بڑا رجحان پیدا ہو گیا ہے اور بھی کئی جگہ سے رپورٹیں آئی ہیں مثلاً سیرالیون میں بھی پانچ نئی جماعتیں قائم ہو گئی ہیں یہ بھی رپورٹ آئی ہے کہ نارتھ کے علاقے میں بہت توجہ پیدا ہو گئی ہے۔

امید ہے وہاں بھی بہت سی نئی جماعتیں قائم ہو جائیں گی۔ وہاں وہی کچھ ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ نے جس طرح یہاں شروع میں کیا تھا۔ اب تو ہم اسلام آباد میں بھی ماشاء اللہ بہت سے احمدی بیٹھے ہیں بدر کے وقت مسلمانوں کی جو تعداد تھی کام کرنے والوں کی اس سے زیادہ ماشاء اللہ صرف اسلام آباد کی تعداد ہے۔ لیکن شروع میں پہلے ابتداء اس طرح کی اور یہ

اللہ تعالیٰ کی سُنّت

معلوم ہوتی ہے کہ کہیں ایک گھر احمدی ہو گیا کہیں دو گھر احمدی ہو گئے۔ پھر انہوں نے ماریں کھائیں، انہیں جوتیاں پڑیں، گالیاں دی گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر قسم کی آگ میں سے گذارا اور ہر آگ جو ان کے لئے جلائی جاتی تھی۔ اُن کے کان میں اللہ تعالیٰ کی یہ پیاری آواز آتی تھی کہ آگ سے ہمیں مت ڈراؤ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے غرض حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین روحانی فرزند کے غلاموں کو سینکڑوں بلکہ لاکھوں دفعہ آگ میں سے گذرنا پڑا اور وہ آگ ان کے لئے پھول بن گئی۔ ان کے جلانے کا باعث نہیں بنی

وہاں مجھے ایک دن خیال آیا میں نے سیرالیون کا نقشہ سامنے رکھا اور وہاں ہمارے جو دو تین مبلغ ہیں ان سے میں نے کہا کہ جہاں جہاں احمدی ہیں وہ جگہیں مجھے بتاؤ تا کہ میں نقشے پر نشان کر لوں۔ چنانچہ انہوں نے سر جوڑا۔ کوئی آدھے پونے گھنٹے کے بعد انہوں نے مجھے مختلف جگہوں کے نام بتائے۔ میں نے اُن پر نشان لگا دیئے۔ اور اس کے گھنٹے دو گھنٹے بعد جماعت سے ملاقات تھی۔ میں ان سے پوچھتا تھا

آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟

اگرچہ سارے نام تو حافظے میں یاد نہیں رہ سکتے تھے پھر نام بھی غیر ملکی تھے لیکن مجھے اندازہ لگا کہ یہ بیسیوں ایسی جماعتوں کے نام بتا رہے ہیں جو مبلغوں نے مجھے نقشے پر نہیں بتائے تھے اور پھر یہ جماعتیں یوں بکھری ہوئی ہیں جس طرح ۳۰ ہزار فٹ کی بلندی سے گندم کے دانے ہوائی جہاز سے پھینکے جائیں تو وہ مختلف جگہوں میں بکھر جاتے ہیں۔ اسی طرح وہاں ہماری جماعت بھی بکھری ہوئی ہے۔ بالکل بارڈر تک یوں ہر جگہ ایک چکر لگا ہوا ہے جماعتوں کا کہیں کم ہیں اور کہیں زیادہ ہیں، لیکن ہر جگہ پہنچے ہوئے ہیں۔ اب غانا میں وا کی ہماری بڑی مخلص پگڑیاں پہننے والی جماعت ہے۔ وہ جماعت احمدیہ کیوجہ سے پگڑیاں نہیں پہنتے بلکہ اس علاقے میں پہلے سے پگڑیاں پہننے کا رواج ہے۔ بلکہ ہماری طرح وہ طرّہ دار پگڑیاں پہنتے ہیں۔ وہاں ہمارا عربی کا ایک ٹریننگ سکول بھی ہے۔ اور اس جماعت نے سکول کے لئے زمین کا ایک بہت بڑا قطعہ بھی دیا ہے۔ میں نے ان کو لکھا ہے کہ میں کلینک بھی بنواؤں گا اس کے لئے مجھے رپورٹ کرو

اب یہ حالات ہیں۔ بعض دفعہ میں اس وجہ سے پریشان ہو جاتا ہوں۔ یہ پریشانی میرے لئے ہے اسکے بغیر چارہ نہیں ہے۔ ویسے اللہ تعالیٰ کے وہاں بھی فضل دیکھے یہاں بھی فضل دیکھے۔ آپ کے دلوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے یوں اپنے قبضہ میں لیا اور اپنی ضرورت کو پورا کرنے کے سامان پیدا کر دیئے۔ پریشانی اسطرح ہوتی ہے کہ ہماری بات، ہمارے حالات وہاں پہنچنے میں بعض دفعہ مہینہ لگ جاتا ہے اور وہاں بہت ساری جگہوں میں پتہ ہی نہیں ہوتا کہ مثلاً پاکستان اور انگلستان میں کیا ہو رہا ہے۔ وہ مجھے ڈر ڈر کر لکھتے ہیں کہ یہاں فلاں جگہ بھی ہسپتال کھل سکتا ہے۔ فلاں جگہ بھی سکول کھل سکتا ہے۔ آدمیوں کا انتظام اور یہ اور وہ۔ انہیں یہ خیال ہے کہ شاید پیسے نہ ہوں انتظام نہ ہو سکے۔ شاید آدمی میسر نہ آئیں۔ میں انہیں خط لکھ رہا ہوں پتہ نہیں کتنے دنوں کے بعد انہیں پہنچتا ہے۔ ہمارے اپنے بعض خطوط ۲۰-۲۵ دن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تک کسی وہاں نہیں پہنچے تھے بعد میں چکر لگا کر ہمارے پاس یہاں پہنچے ہیں۔ انکو میں نے لکھ بھیجا ہے کہ میرے پاس سب کچھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے روپیہ بھی دیدیا ہے۔ آدمی بھی دے دئے ہیں۔ تم دوڑنے کی کوشش کرو، اب چلنا ہمارے لئے کافی نہیں

اب دوڑنے کا وقت آگیا ہے

پس میں یہ چاہتا ہوں اور آپ سے بھی یہ توقع رکھتا ہوں کہ آپ بھی میری اس دُعا میں اپنی دعاؤں کو شامل کرینگے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ سامان پیدا کردے کہ سال ڈیڑھ سال کے اندر کم از کم ۵۰ میڈیکل کلینک وہاں اُن ملکوں میں کھول دئے جائیں اسلئے کہ میڈیکل سنٹر یا ہیلتھ سنٹر جو ہے وہ ہمارے کام کرنے کی دراصل بنیاد بنتا ہے۔ ہر ایک کلینک اوسطاً اڑھائی ہزار پونڈ سالانہ کما رہا ہے یعنی سارے اخراجات کے بعد اتنی سیونگ ہو رہی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جس ملک میں ہمارے چار سنٹر ہیں وہاں دس ہزار پونڈ کی سیونگ ہوتی ہے۔ پھر ہمیں یہ فکر بھی رہتی کہ دنیا کے حالات بدل رہے ہیں۔ بہت سارے ملکوں میں آزادی تھی کہ اس ملک کی کرنسی جہاں اور جتنی مرضی ہو باہر بھجوا دو مگر اب وہ پابندیاں لگا رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے ایک اور عالمگیر جنگ جو اس وقت on the Horizon (ہورائزن) پر نظر آرہی ہے اس کی وجہ سے کوئی ایسا وقت آجائے کہ ہم باہر سے ایک پیسہ بھی وہاں بھجوا نہ سکیں اس لئے ان ملکوں میں ہماری آمد کے ذرائع پیدا ہونے چاہئیں اور یہ تو

"ہم خرما و ہم ثواب" والی بات

ہے۔ ہم ان کی خدمت بھی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں پیسے بھی دیتا ہے اور انکو بھی پتہ ہے اور ہمیں بھی پتہ ہے کہ ہم نے یہ پیسے باہر لے کر نہیں جانے۔ ان کے ملکوں ہی میں خرچ کر دیں گے۔ پس وہاں کے مبلغوں کی تنخواہیں ہیں اور وہاں کے سکولوں کے ابتدائی اخراجات ہیں کیونکہ وہاں کے سکول پہلے دو سال میں خرچ مانگتے ہیں پھر وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جاتے ہیں

ہاں ایک چیز رہ گئی ہے اور وہ بھی بڑی ضروری ہے اور بڑی عجیب ہے میں نے ان کے معاشرہ کی جو خصوصیات دیکھیں ان میں میں نے یہ بھی دیکھا اور

مجھے یہ دیکھ کر بڑا خوش ہوا

کہ ان ملکوں کی حکومتوں کو اپنے سکولوں کو بہتر سے بہتر بنانے کی طرف بے انتہا توجہ ہے میں بغیر کسی مبالغہ کے کہہ سکتا ہوں کہ جتنی توجہ وہ اپنے سکولوں کی طرف دیتے ہیں اس کا سواں حصہ بھی ہمارے ملک میں سکولوں کی طرف نہیں دیا جارہا۔ وہاں ہمارے اپنے سکول ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ۹۹ فیصد پاکستان کے گورنمنٹ کالجز کی لیبارٹریز اتنی اچھی well equipped (سامان سے آراستہ) نہیں جتنی اچھی وہاں ہمارے ہائر سکنڈری سکولز کی لیبارٹریز ہیں۔ سارا خرچ حکومت دیتی ہے اور پھر ہمیں اپنی پالیسی چلانے کی بھی اجازت ہے۔ سکولوں کے سٹاف کی ساری تنخواہیں حکومت دے رہی ہے مثلاً

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیرالیون میں ہمارے چار سکول ہیں

(اور جگہوں پر بھی ہیں) ان چاروں سکولوں کے سارے سٹاف کی تنخواہیں حکومت دیتی ہے اور اب وہ بعض دفعہ عیسائی ٹیچر بھی مقرر کر دیتے ہیں لیکن تربیت کے لحاظ سے دینیات پڑھانے کے لحاظ سے ہماری پالیسی چل رہی ہے۔ مثلاً فری ٹاؤن کے سکول کے اساتذہ میں میرے خیال میں پانچ چھ غیر احمدی ہیں۔ پھر میں نے پتہ نہیں لیا ان میں کوئی عیسائی بھی ہے یا نہیں۔ البتہ کماسی میں تین چار عیسائی بھی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود

ہمارے فری ٹاؤن کے سکول کی آخری کلاس جو ۷۲ لڑکوں پر مشتمل تھی جب امتحان پاس کر کے نکلی تو ساروں کے ساروں نے بلا استثنا بیعت فارم پر دستخط کئے اور اپنے سرٹیفکیٹ لے کر گھروں کو چلے گئے۔ پس پیسے وہ خرچ کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کام ہمارے کئے جارہا ہے لیکن یہ تو علیحدہ معاملہ ہے اس پر شاید یہاں سمجھ آنے میں کچھ دیر لگے اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ عطا کرے۔ لیکن یہ کہ سکول اچھا ہو سٹاف اچھا ہو اسطرف انکو توجہ ہے اسوجہ سے

ایک وزیر ہمارے پرنسپل کو کہنے لگے

کہ لوگ ہماری بوٹیاں نوچ رہے ہیں کہ اس سکول کو کہو کہ زیادہ لڑکوں کو داخل کرے کیونکہ وہ اپنے لڑکوں کو کسی اور سکول کی بجائے وہاں داخل کروانا چاہتے ہیں۔ ہوا یہ تھا کہ حکومت نے یہ قانون بنایا کہ کسی ہائی سکول میں جو کہ پانچ سالہ کورس کا ہے یعنی ہائر سکنڈری سکول میں ۵۰ سے یا ۴۰ سے زیادہ لڑکے داخل نہیں کئے جائیں گے۔ چنانچہ اس کا اعلان کر دیا گیا لوگوں نے شور مچا دیا کہ حکومت کا یہ قانون احمدیہ سکولوں پہ لاگو نہ کیا جائے۔ چنانچہ حکومت کو یہ اعلان کرنا پڑا کہ ہمارا یہ قانون احمدیہ سکولوں پر نہیں لگے گا۔ اور حد مقرر ہوئی ہے تقریباً ساڑھے تین سو کی اور فری ٹاؤن کے ہیڈ ماسٹر پر زور دے رہے ہیں کہ اس admission (داخلہ) کے وقت جو غالباً یہاں کی طرح ستمبر اکتوبر میں ہوتی ہے ساڑھے چھ سو لڑکا داخل کرو ورنہ لوگ ہمیں تنگ کریں گے اور اس کے لئے انتظام کرو۔ سٹاف جتنا چاہیئے وہ لو اور کمرے بنوانے کی ضرورت ہو تو کمرے بنواؤ۔ پیسے تو وہاں کی حکومت ہی دیتی ہے یا جو ہم [illegible] ڈیپازٹ کرتے ہیں وہ وہاں لگا دیتے ہیں لیکن اس کا بہت بڑا بار جو ہے وہ حکومت خود اٹھا لیتی ہے یعنی ہمارا اپنا سکول ہے۔

ہم وہاں تبلیغ کر رہے ہیں

اور وہاں اسلام کے غلبہ کے لئے نوجوان نسل کو تیاری کروا رہے ہیں۔ خرچ حکومت دے رہی ہے اور پھر ساتھ ممنون بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ہمارے ماڈل سکول ہیں ایک پیراماؤنٹ چیف (یعنی علاقے کا رئیس آپ سمجھ لیں) مانے بچہ پڑھتا نہیں ہوگا اسے کہا کہ اگر تم مڈل میں اچھے نمبر لیکر پاس ہو گئے تو تمہیں ہائر سکنڈری سکول میں داخل کروا دونگا۔ اسی سال کی بات ہے اس نے امتحان دیا ہوا ہے پتہ نہیں نتیجہ نکلا ہے یا نہیں۔ ایک دن وہ اپنے باپ سے کہنے لگا کہ ابا آپکو یاد ہے آپ کا مجھ سے وعدہ ہے کہ اگر میں اچھے نمبر لے کر پاس ہو گیا تو آپ مجھے ہائر سکنڈری سکول میں تعلیم دلوائیں گے۔ انہوں نے کہا ہاں مجھے یاد ہے کہنے لگا کہ پھر یاد رکھیں میں احمدیہ میں داخل ہونگا اور کسی سکول میں داخل نہیں ہونگا وہاں ہمارے سکول احمدیہ سکول نہیں کہلاتے بلکہ عام محاورے کے لحاظ سے صرف "احمدیہ" کہلاتے ہیں۔ اس کا یہ کہنا کہ میں احمدیہ میں داخل ہونگا کسی اور سکول میں داخل نہیں ہونگا اس بات کی دلیل ہے کہ ہمارے سکولوں کی بڑی مقبولیت ہے اگلی نسل کے دلوں میں بھی اور بڑوں کے دلوں میں بھی۔ میں نے بتایا ہے کہ وزراء سفارشیں لیکر جاتے ہیں اور یہ تو ان کے

معاشرہ کے حسین ہونے کی دلیل

ہے یعنی ایک وزیر اور سکول کے ایک پرنسپل میں کوئی فرق نہیں۔ یہاں تو میرے خیال میں کسی وزیر صاحب کے پاس جانا آسان نہیں اب تو مارشل لاء ہے سول حکومت آئے گی تو دیکھیں گے وہ کیا کرتی ہے۔ پہلی سول حکومتیں تو یہی کیا کرتی تھیں کہ وہ سکول کے ہیڈ ماسٹر کو ملاقات کا وقت تو کیا بڑے اچھے اچھے کالجوں کے پرنسپل کو بھی ملنے کیلئے کئی دن دھکے کھانے پڑتے تھے۔ یہ ہماری تصویر ہے اور انکی تصویر یہ ہے کہ وزیر سکول میں آرہا ہے اور سفارش لیکر آرہا ہے کہ لڑکے کو ضرور داخل کرنا ہے اور ایک دو نہیں بلکہ ایک ایک دن میں چھ چھ وزیر آرہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انکو کوئی جھجک نہیں۔ بڑے سادہ معاشرہ میں زندگی کے دن گذار رہے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں مبارک کرے اور یہی سادگی پیدا کرے۔ وہاں کبھی بھی بڑے اور چھوٹے کا فرق پیدا نہ ہو۔

غرض اُن ملکوں میں حکومت کو سکولوں کی طرف بڑی توجہ ہوتی ہے

میں نے گیمبیا میں

ان کے معاشرہ کے لحاظ سے اپنے ایک دوست سے کہا کہ یہاں کے وزیر تعلیم جو وزیر صحت بھی ہیں انہیں میرے پاس لے کر آؤ۔ میں نے اُن سے باتیں کرنی ہیں خیر وہ آگئے۔ میں اُن سے کہوں کہ میں نے پہلے یہاں میڈیکل سنٹرز کھولنے ہیں کیونکہ میرے ذہن میں تو یہ تھا کہ یہاں مجھے آمد کا ایک ذریعہ بنا دینا چاہیئے لیکن وہ یہ کہیں کہ ہمارا ملک تعلیم میں بہت پیچھے ہے آپ یہاں پہلے ہائی سکول کھولیں۔ اور ہائی سکول کھولنے پر پہلے سال چار پانچ ہزار پونڈ اپنے پاس سے خرچ کرنا پڑتا ہے اس کے بعد حکومت مدد دینا شروع کر دیتی ہے۔ میں نے انہیں کہا۔ دیکھیں! آپ میرے ساتھ تعاون کریں اور جیسا کہ میں نے پروگرام بنایا ہے چار نئے میڈیکل سنٹرز یہاں کھلنے دیں اور اس سلسلہ میں ہمارے ساتھ پورا تعاون کریں اور میں آپ سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ اگر آپ نے ہمیں یہ سہولتیں دے دیں یعنی زمین اور ڈاکٹروں کے لئے انٹری پرمٹ تو ہم انشاء اللہ

ہر سال ایک نیا ہائی سکول

کھولتے چلے جائیں گے۔ گیمبیا تعلیم میں اتنا پیچھے ہے کہ جب میں وہاں گیا تو مجھے خیال آیا کہ میں اُن سے کہوں کہ وہاں یونیورسٹی نہیں۔ تم یونیورسٹی بناؤ نصف نصف بار ہم تقسیم کر لیں گے۔ وزیر تعلیم ہنس پڑے۔ کہنے لگے کہ ہمارے ملک کی ٹوٹل پاپولیشن میں سے دسویں جماعت کے طلباء کی تعداد صرف ایک ہزار ہے سارے ملک میں سے ایک ہزار لڑکا دسویں جماعت کے امتحان میں بیٹھتا ہے ہم یونیورسٹی کس برتے پر بنا سکتے ہیں۔ اسلئے پہلے آپ ہائی سکول کھول دیں۔ میں نے ان سے کہا کہ وہ تو انشاء اللہ کھل جائیں گے خدا کرے کہ ۸۔۱۰ سال کے بعد وہ ملک اس قابل ہو جائے کہ وہاں ایک یونیورسٹی اپنے پاؤں پر کھڑی ہو سکتی ہو اور ہمیں ۵۰ فیصدی کا بوجھ حکومت کے کندھوں پر ڈالنے کی ضرورت پیش نہ آئے یہ بوجھ بھی ہم خود ہی برداشت کر لیں اور وہاں ایک یونیورسٹی کھول دیں۔ اللہ تعالیٰ سے کوئی بعید نہیں

آپ الحمد للہ بہت بڑھیں

کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک حسین اور عظیم رنگ میں ایک چھوٹے سے منصوبہ کے لئے قربانی کرنے کی توفیق عطا کی ہے اور دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ان قربانیوں کو قبول فرمائے اور پھر یہ بھی دعا کریں کہ جو خوبصورت اور حسین شکل مجموعی طور پر پاکستان میں بنی ہے ہر شہر اور ہر قصبے کی وہی خوبصورتی قائم رہے۔ ہمیں کسی جگہ بھی کوئی کمزوری نظر نہ آئے۔

بعض دفعہ راولپنڈی اور اسلام آباد مالی قربانی میں کمزوری دکھا جاتے ہیں۔ میں نے بڑا غور کیا ہے اور بڑی دعائیں بھی کی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت یہ ہے کہ مجھے اس کی وجہ سمجھ نہیں آئی۔ بڑی مخلص جماعت ہے۔ ہر طرح قربانیاں دیتی ہے ہمیں کوئی خرابی ہے کہاں ہے؟ وہ میں pin point (پن پوائنٹ) نہیں کر سکا یعنی اس کے اوپر انگلی نہیں رکھ سکا۔ خدا کرے وہ کمزوری جہاں بھی ہے وہ دور ہو جائے۔ ایک چیز تو یہ ہے ممکن ہے اسی کا اثر ہو کہ یہاں کے عہدار جماعت کو اپنے اعتماد میں نہیں لیتے۔

یہ بڑی سخت غلطی ہے

یہ ایک آدمی یا آدمیوں کا کام نہیں۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا عظیم انسان تو نہ کبھی پیدا ہوا اور نہ پیدا ہو سکتا ہے۔ انہیں بھی اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے دل میں بشاشت پیدا کرنے کے لئے یہ حکم دیا "شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ" (آل عمران آیت ۱۶۰) کہ مشورہ میں ان کو شریک کرو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی فراست اپنے مقام اور اس زندہ تعلق کی وجہ سے جو آپ کو ہر وقت اپنے رب کے ساتھ تھا کسی اور کے مشورہ کی آپ کو ضرورت نہیں تھی وہ علام الغیوب اور ہادی برحق ہر وقت آپ کو مشورہ اور ہدایت دیتا تھا۔ سارا قرآن کریم ہی یہ ہمارا ہدایت نامہ ہے لیکن حکم یہی دیا

شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور

ایک اور بات میں آپ کو بتا دوں

مجھے اس کا بڑی شدت سے احساس ہے میں نے وہاں جب کمیٹی بنائی "نصرت جہاں ریزرو فنڈ" کے اکاؤنٹ کو اوپریٹ کرنے کے لئے تو ان سے میں نے کہا کہ اس کمیٹی میں ایک نوجوان ضرور رکھو نگا۔ اگلی نسل کو یہ پتہ لگنا چاہیئے کہ ہماری بھی ذمہ داری ہے اور ہماری بھی contributions (کانٹری بیوشنز) ہیں۔ صرف بڑوں کا یہ کام نہیں ہے۔ نوجوان نسل ساتھ شامل ہونی چاہیئے۔ چنانچہ اس سہ رکنی کمیٹی میں ایک نوجوان کو نامزد کر کے اس کا اعلان کر دیا۔ تاہم یہ مستقل نہیں ہے ہر سال میں بدل دیا کروں گا تاکہ دوسرے نوجوان آگے آئیں۔ پھر ان کی عزت افزائی ہو گی اور کام کرنے اور ثواب کمانے کا موقع ملے گا۔

پس

جہاں جہاں بھی ہمارے نظام قائم ہیں

ان کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ نوجوانوں میں سے ۲۰ فیصدی کو اپنے مشوروں میں اور دوسرے جماعتی کاموں میں شامل کریں ورنہ اگلی نسل کو یہ پتہ ہی نہیں لگے گا کہ ان کی ذمہ داریاں کیا ہیں اور انہیں کس طرح نباہنا ہے؟ اور ذمہ داریوں کو نباہ کر اللہ تعالیٰ کے فضل اور اسکے انعامات کس رنگ میں اور کن شکلوں میں نازل ہوتے ہیں۔ ہم نے نسلاً بعد نسلٍ خدا تعالیٰ کے فضلوں سے اپنے نوجوانوں کو متعارف کرواتے چلے جانا ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے تبھی متعارف ہوتا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کے لئے قربانی کرتا ہے اللہ تعالیٰ بڑا ہی پیار کرنے والا ہے۔ وہ جو خلوص نیت کے ساتھ اس کی راہ میں اپنے نفس کو پیش کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے پیار کو اس رنگ میں پاتے ہیں کہ انسانی دماغ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ بیسیوں چیزیں ہیں کہ جنہیں ان نعمتوں کو حاصل کرنے والا بیان نہیں کر سکتا یعنی اس کو اجازت نہیں دی جاتی کہ وہ بیان کرے۔ کس رنگ میں اللہ تعالیٰ فضل کرتا ہے۔ ضرورت کے وقت بعض چیزوں کو بتانا بھی پڑتا ہے لیکن ایسی بے شمار چیزیں ہیں کہ جن کے بتانے کی ضرورت ہے اور نہ اجازت ہے بہت ساروں کی اجازت نہیں ہوتی ———— پس

یہ جو ہماری نوجوان نسل ہے

اسکو اپنے جماعتی کاموں میں شامل کرو تا کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے حصول میں شامل ہوں۔ انکو پتہ لگے کہ قربانیاں ہیں کیا چیز؟ دنیا ہے کیا چیز؟ دنیا کے ہوتے ہمیں ڈرا نہیں سکتے۔ کب اور کس نے یہ توفیق پائی کہ اللہ تعالیٰ کے منشاء کے خلاف جماعت احمدیہ کو ہلاک کر دے؟ کسی نے بھی یہ توفیق نہیں پائی۔

اسّی سال سے دُنیا اکٹھی ہو کر ہمیں مٹانے کی کوشش کر رہی ہے۔ میں نے افریقہ والوں سے بھی یہ کہا اور وہ یہ سُن کر بڑے خوش ہوئے کہ اسّی سال سے ساری دُنیا کی طاقتیں اکٹھی ہو کر اس ایک آواز کو خاموش کرنے کے پیچھے لگی ہوئی ہیں جو یکہ و تنہا تھی جب وہ آواز اُٹھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لیکن

دُنیا اُسے خاموش نہیں کر سکی

تمہاری آوازیں اسی آواز کی بازگشت ہیں جو مَیں سُن رہا ہوں۔ اس لئے میں خوش ہوں پس ایسا کبھی نہیں ہو گا اور نہ ہو سکتا ہے کہ وہ آواز خاموش کرادی جائے لیکن جو فرداً فرداً اللہ تعالےٰ کے فضل نازل ہوتے ہیں وہ ہماری YOUNGER GENERATON (ینگر جنریشن) یعنی نوجوانوں کو معلوم ہونے چاہئیں کہ اس میں کیا لذت اور کیا سرور اور کیا مزہ ہے! تاکہ وہ ساری دنیا سے بے پرواہ ہو کر اور بے خوف ہو کر قربانیوں اور ایثار کے میدان میں آگے آئیں۔ اور وہ کام انجام پائے جو مشروط طور پر ہوتا ہے کہ تم قربانی دو گے تو انعام ملے گا۔ ورنہ قرآن کہتا ہے کہ اللہ ایک اور قوم کو لائے گا جو ان نعمتوں کی وارث بنے گی۔ پس جو نعمتیں ایک عام اندازہ کے مطابق اس رنگ میں اور اس شان کے ساتھ آج سے ۲۰ سال بعد ہمیں ملنی ہیں وہ نوجوانوں کی جوانی کے

جوش اور قربانی اور ایثار

کے نتیجہ میں ۲۰ سال کی بجائے دس سال کے بعد مِل جائیں۔

اللہ تعالےٰ ہمیں سمجھ اور عقل اور ذمہ داری کا احساس دے اور دعا کی توفیق دے اور بے نفس اپنی جانوں کو اس کے حضور پیش کرنے کی طاقت دے اور جو چھوٹی سی قربانیاں تھوڑی تھوڑی سی ہم پیش کر رہے ہیں ان کو وہ قبول کرے اور اپنی بشارتوں کے مطابق ان کے نتائج نکالے۔ ان قربانیوں کے نتائج ان قربانیوں کے حجم کے مطابق نہ ہوں بلکہ ان بشارتوں کے مطابق ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ خدائے نادر و توانا سے ہم نے پائی ہیں خدا کرے کہ ایسا ہی ہو میری طبیعت پر یہ اثر ہے۔ لندن میں بھی میں نے کہا تھا اور یہ کہنے پر مجبور ہو گیا تھا، میں سوچتا ہوں تو میرے دل کی کیفیت یہ ہوتی ہے ؎

گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

غلبہ اسلام کے دن مجھے HORIZN (افق) پر نظر آرہے ہیں۔

یہ سورج انشاءاللہ طلوع ہو گا

اور نصف النہار پر پہنچے گا اور بہت جلدی پہنچے گا لیکن اس سورج کی تپش کے ذریعہ سے گناہ کی خنکی سے بچنے کے سامان اللہ تعالےٰ پیدا کرے تبھی ہمیں فائدہ ہے۔ اور جو توانائی اس مادی دُنیا کو سورج کی شعاعیں دے رہی ہیں روحانی سورج کی شعاعیں ہماری روحانی دنیا میں ہمیں ان فیوض کا اہل پائیں اور ہمیں وہ اتنی ملیں اتنی ملیں کہ ہم حقیقتاً اور واقعہ میں صحابہ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہو جائیں جیسا کہ ہمیں وعدہ دیا گیا ہے۔

88

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبہ ثانیہ کے دوران میں فرمایا:۔

ایک تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مَیں (جمعہ اور عصر کی) نمازیں جمع کراؤں گا اور عصر کی نماز دو رکعتیں پڑھاؤں گا۔ جو باہر سے دوست آئے ہوئے ہوں وہ بھی قصر کریں مقامی دوست جس میں راولپنڈی اور اسلام آباد دونوں شامل ہیں۔ وہ اپنی چار رکعتیں پوری کریں۔ دوسرے یہ کہ خدا معلوم کس وجہ سے تین دن سے مجھے Low blood pressure (لو بلڈ پریشر) کی پھر سے تکلیف ہو گئی ہے ۱۰۸ - ۱۱۰ تک خون کا دباؤ رہا ہے جس سے کافی تکلیف اور گھبراہٹ رہتی تھی۔ کل شام سے اللہ تعالےٰ کے فضل سے افاقہ ہے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ صحت سے رکھے اور کام کرنے کی توفیق دے۔ اُسی کی توفیق سے کام کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ پر بھی اور مجھ پر بھی اپنے فضل نازل فرمائے

ہر قسم کا سامان سائنس
واجبی نرخوں پر خریدنے کے لئے
الائیڈ سائنٹیفک سٹور
گنپت روڈ لاہور کو یاد رکھیں

اچھوتے اور بے مثل ڈیزائنوں میں بیاہ شادی کے لئے سونے کے
جڑاو و سادہ سیٹ
چاندی کے خوشنما برتن و ٹی سیٹ وغیرہ
فرحت علی جیولرز کمرشل بلڈنگ شاہراہ قائداعظم لاہور فون نمبر ۵۲۶۲۳

اپنے شہر کے ہر بڑے ڈیلر سے مقررہ نرخ پر طلب کریں،
تیار کنندگان: رشید اینڈ برادرز سیالکوٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گزشتہ ہفتہ کی اہم جماعتی خبریں

۱۴ شہادت تا ۲۰ شہادت ۱۳۵۰ ہش

(۱) گزشتہ ہفتہ کے اوائل میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت اچھی رہی البتہ عمومی طور پر کچھ ضعف کی تکلیف ابھی چل رہی تھی ۱۶ ماہ شہادت کو پاؤں کے انگوٹھے کے نیچے کی طرف نقرس کے درد کی تکلیف ہو گئی۔ ۱۸ شہادت کی شام کو کسی قدر ضعف کی تکلیف محسوس ہوئی مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلد طبیعت بحال ہو گئی۔ احباب جماعت حضور ایدہ اللہ کی صحت کاملہ و عاجلہ و درازیٔ عمر کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

(۲) ربوہ ۱۷ شہادت۔ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید تین ہفتے راولپنڈی میں قیام فرمانے کے بعد گزشتہ ہفتہ کے دوران ربوہ واپس تشریف لے آئے ہیں۔ آپ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔ احباب جماعت محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کی صحت و عافیت کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

(۳) حضور ایدہ اللہ کے ارشاد کی تعمیل میں ۱۶ اپریل کو ربوہ میں نماز جمعہ محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل نے پڑھائی نماز سے قبل آپ نے خطبہ جمعہ میں سورۃ الفرقان کی آیت وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے توکل علی اللہ اور دعاؤں کی اہمیت پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آپ نے واضح فرمایا کہ توکل اور دعا کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ دعا تب ہی قبول ہوتی ہے جب انسان توکل کے مقام پر قائم ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی التجا پیش کرتا ہے آپ نے احباب کو توکل کے مقام پر قائم ہونے اور غلبۂ اسلام کے لئے ورد و الحاح سے دعائیں کرنے کی تلقین فرمائی۔

(۴) غانا کے لئے چوتھے ڈاکٹر مکرم آفتاب احمد صاحب فزیشن دسر مع اہلیہ ۱۵ اپریل کو لاہور سے بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہو گئے ہیں۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو بخیریت منزل مقصود پر پہنچائے اور انہیں ارض بلال رضؓ کے باشندوں کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(سیکرٹری مجلس نصرت جہاں ربوہ)

(۵) ۱۲ اپریل کو راولپنڈی میں مکرم کرنل ڈاکٹر محمود الحسن صاحب نے محترمہ قیصرہ بیگم صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا اظہر احمد صاحب کے پتہ کا اپریشن کیا جو ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا۔ پتہ کی حالت گو بہت خراب تھی لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے اپریشن کامیاب رہا ہے۔ احباب جماعت خاص توجہ اور الحاح سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں اپریشن کے بعد کی ہر قسم کی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھتے ہوئے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

(۶) اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے محترم صاحبزادہ مرزا نعیم احمد صاحب کو بتاریخ ۱۴ ماہ شہادت ۱۳۵۰ ہش مطابق ۱۴ اپریل ۱۹۷۱ء بروز بدھ فرزند عطا فرمایا ہے جو بحمد اللہ تعالیٰ آپ کا تیسرا فرزند ہے۔ سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پوتا اور محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب بار ایٹ لاء ابن حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز عطا کرے۔ اور دینی و دنیوی نعمتوں سے مالا مال فرما کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روحانی ورثہ سے حصۂ وافر عطا فرمائے۔ آمین۔

(۷) اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے محترم کمال یوسف صاحب مبلغ سکنڈے نیویا حال مقیم سٹاک ہالم کو بتاریخ ۷ اپریل ۱۹۷۱ء فرزند عطا فرمایا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت نومولود کا نام جلال یوسف رکھا ہے۔ نومولود حضرت سیٹھ محمد یوسف صاحب مرحوم کا پوتا اور مکرم سید مبارک احمد صاحب سرور ابن حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے نومولود کو صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز عطا کرے اور دینی و دنیوی نعمتوں سے مالا مال فرما کر اسے والدین کے لئے قرۃ العین بنائے آمین

(۸) ربوہ ـــ محترم چوہدری محمد شریف صاحب ۱۳ شہادت ۱۳۵۰ ہش مطابق ۱۳ اپریل ۱۹۷۱ء اعلاء کلمۃ اللہ کی غرض سے بیرون پاکستان جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ احباب نے اس روز ریلوے سٹیشن پر کثیر تعداد میں جمع ہو کر آپ کو دلی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ احباب نے آپ کو پھولوں کے ہار پہنائے۔ گاڑی روانہ ہونے سے قبل مولانا ابوالعطاء صاحب نے دعا کرائی۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محترم چوہدری صاحب موصوف کا سفر و حضر میں حافظ و ناصر ہو اور آپ کو خدمت دین کی بیش از پیش توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

سیکرٹری صاحبان مال توجہ فرمائیں

بعض جماعتوں اور احباب کی طرف سے آمدہ چندہ جات کی رقوم تفصیل نہ ہونے کے باعث خزانہ میں مد "بلا تفصیل" پڑی ہیں۔ جن کی تفصیل بھجوانے کے لئے متعلقہ احباب اور سیکرٹریان مال کو لکھا گیا مگر اکثر کی طرف سے تا حال تفصیل موصول نہیں ہوئی اس لئے اعلان ھذا کے ذریعہ اطلاعاً عرض کیا جاتا ہے کہ بلا تفصیل رقوم کی تفصیل ازراہ کرم جلد از جلد نظارت ھذا میں بھجوا دیں۔ ورنہ ایسی تمام رقوم چندہ عام میں داخل کر دی جائیں گی جن کی بعد میں تبدیلی نہ ہو سکے گی۔

(ناظر بیت المال آمد)

چندہ جلسہ سالانہ لازمی ہے

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

"جہاں تک مجھے علم ہے چندہ جلسہ سالانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے ہی شروع ہے بعض دوستوں نے غلطی سے یہ سمجھا ہے کہ یہ چندہ عام کا ہی ایک حصہ ہے جسے الگ کر دیا گیا ہے حالانکہ مجھے ایک مثال بھی ایسی یاد نہیں کہ جب چندہ جلسہ سالانہ کے لئے الگ تحریک نہ کی گئی ہو تو یہ چندہ نہایت ہی پرانے چندوں میں سے ہے ...... پس جہاں میں سب کمیٹی کی یہ تجویز منظور کرتا ہوں کہ آئندہ چندہ جلسہ سالانہ لازمی ہوگا۔ وہاں بجائے پندرہ فیصدی کے میں دس فیصدی مقرر کرتا ہوں مگر دس فیصدی چندہ کا یہ مطلب نہیں کہ جو پندرہ فیصدی دے سکتا ہو وہ بھی نہ دے جو شخص پندرہ فیصدی چندہ دیتا ہے اس کا خدا کے پاس اجر ہے...... لیکن وہ لوگ جو دس فیصدی چندہ نہیں دیتے انہیں ہم مجبور کریں گے کہ وہ دس فی صدی ضرور دیں" (رپورٹ شوریٰ ۱۹۳۸ء)

چندہ عام / حصہ آمد کی ادائیگی کے ساتھ چندہ جلسہ سالانہ بھی سو فی صد ادا فرمائیے۔

(ناظر بیت المال آمد)

ضروری اعلان

کاغذ کی گرانی اور دوسرے اخراجات میں غیر معمولی اضافہ ہو جانے کی وجہ سے صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے آئندہ اخبار الفضل کے خطبہ نمبر کی قیمت -/۱۰ روپے سالانہ اور خطبہ نمبر کے فی پرچہ کی قیمت ۲۰ پیسے ہوگی۔ احباب کرام و ایجنٹ صاحبان نوٹ فرمالیں امید ہے جملہ خریداران الفضل حسب سابق تعاون فرما کر مشکور کا موقعہ دیں گے۔ (مینجر الفضل)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴